بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہرہ ہی جا بجا جو قلم کے صریر کا
ہی سب یہ فیض حمد خدائے قدیر کا

قدرت سے اوسکی گوہر شہوار ہو گیا
قطرہ گرا زمین پہ جو ابر مطیر کا

اعمال نیک مین رہے مصروف رات دن
لازم بشر کو خوف ہی یوم عسیر کا

لذت جو ہو کو ملے حسرت اغنیا
ارشاد سب سے ہی یہ طریقت کے پیر کا

قارونکا حال سنکے یہ حیرت ہوئی مجھے
دل سے خیال مٹ گیا مالِ خطیر کا

منظور تھا کہ جان وہ دیوے بشیرین
حیلہ تھا کوہکن کو فقط جوئے شیر کا

سب بارگاہِ عشق مین یکسان ہین دوستو
یہان فرق کچھ نہین ہی امیر و فقیر کا

جس جا پہ مجمع ہوں سخنداں عجب بیان — وہاں کیا حساب مجھ سے نحیف و حقیر کا

اک دن ضرور زیر زمیں ہوئیگا مقام — پھر امتیاز کیا ہی سریر و حصیر کا

سب کا نیازمند ہوں مجکو نہیں غرور — خدمتگزار ہوں میں صغیر و کبیر کا

ملتا ہی جو خدا سے قناعت اوسی پہ ہے — پابند میں نہیں ہوں قلیل و کثیر کا

انصاف میری طبع میں اور حسد نہیں — مشتاق میں ہوں سخن دلپذیر کا

کیونکر نہ دل پسند ہو ناسخ مرا کلام — روح القدس ہی نام مرے ہم ضمیر کا

پھر ہول روز حشر کا ہرگز نہ خوف ہو — دامن جو ہاتھ میں ہو بشیر و نذیر کا

شایق یہی دعا ہی کہ میدان حشر میں
سایہ ہو سر پہ اوسکے بشیر و نذیر کا

شبنم سے گل سے جلوہ ہی نمایاں تیری صنعت کا — لطافت کا پتا چلتا ہے اوسکی نزاکت کا

ادا ہرگز نہ ہوگا وصف اے رب تیری صنعت کا — حلاوت کا کہیں ہم شکر پاتے درد ملت کا

نہ ہو احسان میں تیری لذت کا شکوہ ہی مصیبت کا — فقط طالب ہوں جان و دل سے تیری محبت کا

جو بندے خاص ہیں تیرے زبان انکی جاری ہو — کہ ہمسے خواہ ہوتا ہیں تیری عبادت کا

نہ دیکھیں گے اوٹھا کر آنکھ بھی ہم تخت شاہی کو
خدا کر دے اگر تکیہ نشیں قصر قناعت کا

الٰہی آبرو وہاں ہم سیہ کاروں کی رکھ لینا
سُنا ہے سخت ہے معرکہ روز قیامت کا

سوا تیری محبت ماسوا کے دل سے اوٹھ جائے
الٰہی درد دے دل میں تو ایسا اپنی الفت کا

سبب ہے ورد زبان بس نام تیرا اے مرے خالق
جو نکلے جان شائق تن سے اور ہو وقت چلنے کا

گر لکھوں نعتیں وصفات احمد مختار کا
شہرہ عالم میں ہو میری خو گفتار کا

کوئی شی اوسکو نہیں بھاتی ہے دنیا کی کبھی
ہو گیا ہے عشق جسکو سید ابرار کا

سنکے امت نبی بانسے حضرت احمد کا نام
کہتا ہے صل علی پتا ہر اک گلزار کا

نعت احمد گر زبانسے تیری نکلے عندلیب
دور کر بوسے ہر غنچہ تیری منقار کا

پہلے کر لوں کہکشاں کو فرش اونکی راہ میں
تب کروں کچھ وصف اونکی خوبی رفتار کا

آب حیوان حوض کوثر کی نہیں خواہش اوسے
جو کہ طالب ہے نبی کی شربت دیدار کا

آفتاب حشر کی حدت سے اوسکو ڈر نہیں
جسکے سر پر پڑ گیا سایہ تیری دیوار کا

جو فدا اپنی جان دے اسے احمد مختار کے
خدا او نہیں ہوگا حاصل لذت کے اشعار کا

موںھ چاند نی جھلک سے تہ ابر چھپا یا
سوتے ہین جو چہرہ کھلا اس سیم بدن کا

اِک اور مخل نکلا اپنا وصل کی شب مین
ہاتھ اونکو لگایا تو کڑا پاؤں کا جھنکا

کچھ ہول قیامت کا نہین خوف ذرا بھی
شائق کو بھروسا ہے شہنشاہ زمن کا

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا
بتون کا یہ نقشہ بدل جائیگا

ڈرا یہ دل نہ کر زلف سے ارتباط
یہ ہی اژدہا بس نگل جائیگا

ہوئی ہمکو امید تیرا مریض
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا

نکر شمع روشن تو گھر مین کبھی
جو پروانہ دیکھے گا جل جائیگا

نہ مانیگا یہ دل یقین ہے مجھے
اگر آج ٹھیرا تو کل جائیگا

منالاؤنگا اوسکو مین اب خرد
کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا

بہت گالیان دین زبان روک لو
مرے موںھ سے بھی کچھ نکل جائیگا

جو کرنی ہو ہمسے کی توقف نکر
تو رو دیگا جب وقت ٹل جائیگا

بجو نکے گا جو صور قیامت بس
اوسی دم یہ عالم بدل جائیگا

نہ روک اشک کو اپنے شائق کبھی
یہ ہی طفل آخر مچل جائیگا

کوچہ سے میرے جبکہ وہ خندان نکل گیا
پہلو سے دل بھی دوڑ کے نالان نکل گیا

طغیانی سے اشک کی کم ہو گئی ہے اب
شکر خدا کرو کہ یہ طوفان نکل گیا

شمشیر مینے دیکھی جو قاتل کے ہاتھ مین
قبضہ سے میرے یہ دل حیران نکل گیا

لخت جگر بنا جو میرا لعل شب چراغ
آنسو بھی بنکے گوہر غلطان نکل گیا

بلوا کے اوسنے مجکو دیا بوسہ ذقن
شائق کے دل سے آج یہ ارمان نکل گیا

بے وجہ کسی دل کا ستانا نہین اچھا
ہمراہ رقیبون کے یہ آنا نہین اچھا

از خوف مکافات نصیحت کو میری سن
پروانہ کو اے شمع جلانا نہین اچھا

گلرویونکی الفت مین ہے نقصان دل و دین
یہ بار کسی طرح اوٹھانا نہین اچھا

لازم تھا کہ کچھ پھول چڑھاتا تو سمن بر
تیوری میری تربت پہ چڑھانا نہین اچھا

ایک روز یہ گل پھولیگا کہنا میرا مانو
صحبت مین دراندازونکی جانا نہین اچھا

غیر کا احسان ہی لوگین نفس شمر کے لئے
تیغ کا پھل کھاؤ جین پانی پیون تلوار کا

ہر رگ و ریشہ مین شیرینی مین پاتا ہون صنم
کیا شکر پارہ تھا قاتل پھل تری تلوار کا

سرخرو ہوویگی ہی عشاق کو بس آرزو
ہر گلو مشتاق ہے قاتل ترے اک وار کا!!

زلف اے دلبر تری کالی بلا ہی سر بسر
عاشقون کے واسطے گویا بنا ہی مار کا

کرکے وعدہ وصل کا اور پھر مکر جاتے ہو تم
کیا ٹھکانا آپ کے اقرار اور انکار کا

ہون گل رعنا کا عاشق خار کھاتے ہین رقیب
صاف ہی نسخہ کہین اس خار گلزار کا

کر دیا اشکون سے جل تھل ہو گیا سبزہ نمود
ابر بھی ممنون ہے میری چشم دریابار کا

شکر ہی خالق کا ہم سوا اوس دوست کے
اپنی محفل مین نہین ہی نام بھی اغیار کا

منھ چھپا جانا اگر شرما کے زلف یار سے
کچھ عجب ہے تار یار و نافہ تاتار کا

چشم وحدت بین جو حاصل ہو تو آجائے نظر
ایک ہے تب رشتہ تسبیح اور زنار کا

فیض سے روح القدس کے ملتے ہین مضمون مجھے
خلق مین کیونکر نہ شہرہ ہو مرے اشعار کا

اے دل تو اوسکے عشق مین برباد کیون ہوا
مجھ ناتوان پہ برسر بیداد کیون ہوا

ہے قید و پا بگل چمنستان دہر مین
پھر نام سرو و سوسن آزاد کیون ہوا

کرتا ہے اب تو شکوۂ رنج و الم عبث
دیوانہ تجکو عشق پریزاد کیون ہوا

کافی تھا میرے واسطے صحرا کا نوک خار
طیار پھر بفصد یہ فصاد کیون ہوا

چوما تھا مین نے ابرو کو محبوب اچانک کر
ٹیڑھا ہوا تو مجھ سے او ستم ایجاد کیون ہوا

اوس سرو قد کے سامنے کیا اصل اسکی ہے
مغرور حسن قد ہی پہ یہ شمشاد کیون ہوا

امید وصل یار مین کی تلخ زندگی
شیرین پہ شیفتہ دل فرہاد کیون ہوا

گر تیرے آہ و نالہ مین تاثیر کچھ نہ تھی
تو موم اوسکا سینۂ فولاد کیون ہوا

تصویر میرے یار کی اوس سے نہ کھنچ سکی
شرمندہ اپنے ہاتھ سے بہزاد کیون ہوا

شاید کیا ہے وصل کا اقرار یار نے
ورنہ یہ آج سوختہ جان شاد کیون ہوا

بلوایا اوسنے مجھکو تو بولے رقیب سب
بھولا تھا اوسکو پھر تو تجھے یاد کیون ہوا

حیرت یہی ہے ہمکو کہ بے وجہ بے سبب
دشمن ہمارا وہ ستم ایجاد کیون ہوا

اس دولت عظیم کے قابل نہ تھے
انکو عطا یہ حسن خداداد کیون ہوا

اہل جنون کو بخت سے اپنے یہ ہی گلہ
پیدا جہان میں فرقۂ حدّاد کیوں ہوا

اُسنے تو خون معاف کیا مجھ ہزار کا
آمادہ پھر قتل یہ جلاد کیوں ہوا

اس انکو سوا خدا نے کوئی کیا
پیدا انکے ساتھ یہ ہمزاد کیوں ہوا

گرہی نہیں عمارت عالی کی باز پرس
[illegible] سے حکم منع یہ ارشاد کیوں ہوا

مضمون پہ اس کے پیشبنی کی نہ کی نظر
اے بے خبر تو پھر دلشاد کیوں ہوا

پیمان شکن ہمیشہ میں اوسکو کہا کیا
اب آج میری کہنے سے ناشاد کیوں ہوا

سارے جہان کو دام میں پھنسا کیا
شائق تمہارے سے آزاد کیوں ہوا

جب تیر کھینچ کر دلربا نکلا
دل بھی پہلو سے ہو خفا نکلا

دل جو چیرا گیا تو کیا نکلا
نام دلبر کا بس لکھا نکلا

جسکو سمجھے تھے باوفا یارو
کیا غضب ہے کہ بیوفا نکلا

لوٹ قاتل کی ہی عجب تاثیر
جو گیا زندہ وہ موا نکلا

جان و دل عشق میں گنوا افسوس
اشتیاق ہوس سے [illegible] نکلا

حال دل سنکے یون کہا اوسنے | یہ تو مدت کا ماجرا نکلا
دیکھئے کون کون پیچ مین آئے | یار زلفون کو پھیر نا نکلا
تھا لڑکپن مین گرچہ راست مزاج | اب تو وہ شوخ کج ادا نکلا
مین بھی یون گر جواب گالی کا | پھر بھلا کہنے کیا مزہ نکلا
خفا مجھسے ہوے صاحب | اتفاقاً ادھر مین آ نکلا
رشک گلزار ہو گئی وہ زمین | جس گلی سے وہ دلربا نکلا
بوئے گل تو کبھی نہ یہان لائی | تجھسے مطلب نہ ای صبا نکلا
مجکو بوسہ وہ دیکے کہتے ہین | اب تو ارمان ترا بتا نکلا
ساری دنیا کی سیر کی ہمنے | اوسکا ثانی نہ دوسرا نکلا

جوش وحشت سے تو بھی ای شائق
عشقبازون مین پیشوا نکلا

دکھاؤن ہجر مین گر جوش اپنی چشم گریانکا | نظر آئی جہانکو ماجرا طغیان طوفان کا
ہین حاصل دو تماشائون ہمیشہ وصل جانانکا | نہ مجکو شوق فردوس کا نہ حور وغلمان کا

مرا دل وا نہ ہوئے ادا میں ہے کبھی شورش زیادہ ہے
خیال آئینہ میں حجاب ہے اوسکے روئے تابان کا

نہیں ہیں عاشق رہے پڑے ہوں جو چاہ بابل میں
بنا قیدی ہیں اوٹھکر تری چاہ زنخدان کا

سر دیوانہ پن کو دیکھکر فرہاد و مجنون نے
دیا ہے ہاتھ میں جو اس سر کوہ و بیابان کا

شب فرقت میں تارونکا چھٹکنا دیکھکر ایجان
مجھے دھوکا ہوا کرتا ہے ہر دم ہیرے کی افشان کا

مبارکباد اے اہل جنون پھر فصل گل آئی
لگے غنچے چٹکنے رنگ بدلا ہے گلستان کا

ہمیشہ رات کو خواب پریشان دیکھتا ہوں
مجھے بسکے ہوا ہے عشق اوسکی زلف پیچان کا

جلا تھا سو الفت سے دیا پانی چھڑک کے
ہم ہیں دل سے ممنون ہیں اپنی چشم گریان کا

نظر میں تول لیتے ہیں جو ہمیں کی حقیقت کو
کیا کرتے ہیں آنکھوں سے ہم ایک کام میزان کا

مدد کرتا ہے سیر آبلونکی شدت وحشت میں
[illegible] ہمیشہ ہیں خار بیابان کا

لبوں پر جان آئی ہے مسیحا دم جلا مجکو
لب جان بخش میں تیرے اثر ہے آب حیوان کا

سر کشتے جو لاکھوں سنگ اس پے تیغ ظالم
نہیں کچھ بھی اشتیاق ہے ہر یک خون شہیدان کا

سمایا ہے جو خاطر میں خیال ابرو رخ
کہ کیونکہ ہو دل میں گھر وسواس شیطانکا

## بہا دیگا یہ جیتنا دوش پہ ہی بوجھ عصیان کا

جلوہ گر بزم مین جو وہ گل رعنا ہوگا — محو نظارہ ہر اک عاشق شیدا ہوگا

جب وہ دلبر کبھی کسی حسن پہ شیدا ہوگا — تب اوسے حال مرے دل کا ہویدا ہوگا

چھوڑ اوس بت کی محبت کو دلا بہر خدا — ورنہ یہ خوب سمجھ لے کہ تو رسوا ہوگا

ساتھ غیروں کے مرے کلبۂ احزان جو آئے — امر یہ مجکو بھلا کیونکہ گوارا ہوگا

ہی بلا عشق بتان چاہیے اس سے پرہیز — پاس جائیگا نہ جو شخص کہ دانا ہوگا

بوے عنبر لئے آتی ہی جو یہ باد نسیم — کسی گلرو نے مگر زلف کو کھولا ہوگا

روشنی طور کی ہی خال رخ دلبر مین — داغ سینہ کا ہمارے ید بیضا ہوگا

فتنہ انگیز رہا گر یونہی وہ مست خرام — ایکدن حشر اسی چال سے برپا ہوگا

آئین گے خار بیابان کبھی قدمبوسی کو — جب گذر میرا کبھی جانب صحرا ہوگا

وصل کی صبح کو پہچانینگے اغیار اگر — چشم میگون مین نشہ کا ڈورا ہوگا

ای فلک خوب نہین ظلم یہ ایسا ورنہ — ایک نالہ مین ابھی تو تہ و بالا ہوگا

سنا ای باد صبا تو بھی پریشان ہوگی — زلف جانان کا اگر بال بھی بانکا ہوگا

جب نظر آئیگا تو امید کامل مجھکو
شک نہین سینہ کا عالم تو کتانکا ہوگا

پھر دل اک بت پہ اب آیا ہے خدا خیر کرے
وہی زنار وہی ماتھے پہ قشقہ ہوگا

دیکھکر شعلہ رخون کو ہین اڑ جاتے ہی
دل نہ ہوگا یہ کسے پہلو مین یہ پارا ہوگا

ہم اسی فکر مین ہو جائینگے اکدن معدوم
پر نہ مضمون کمر یار کا پیدا ہوگا

نام کیون پیر فلک کا یہ ہوا ہی ظالم
کسی بیکس کو مگر اسنے ستایا ہوگا

تیرا دیوانہ جو نکلیگا گلی سے تیری
بہر اطفال وہ گویا کہ تماشا ہوگا

ق

ایزد پاک کے الطاف و کرم سے ہمدم
بخت جمسر و زمساعد یہ ہمارا ہوگا

ساقی و بادہ و گلزار و حبیب خوشرو
سب یہ سامان تعیش کا مہیا ہوگا*

ہوگی تعذیب اویس بن نظر سولی کے
جو کہ سودا زدۂ زلف چلیپا ہوگا

ہمسے تو پردہ رقیبون سے ملا کرتے ہو*
ایسی باتون مین کہو کیونکہ گذارا ہوگا

بی سبب داغ نہین ماہ کے سینے مین شاید
شب مہتاب مین منہ اسکو دکھایا ہوگا

جبکہ خوگر ہوئے ہم ہجر مین آئے جب مین
پھر خفا ہوگئے جو تم ہمسے تو بس کیا ہوگا

عفو تقصیر کا پیغام ہی شب شائق

## کون ایسا ہی جسے سمجھنے کا یارا ہوگا

کیا پرزے پرزے جو نامہ ہمارا * خطا اونکی کیا ہی یہ لکھنا ہمارا

یہی ہو جو ہے چشم رونا ہمارا گراویگا گردون کو نالہ ہمارا

سُنا کرتے ہین سب ہین گوش دیے نہایت ہی دلچسپ قصہ ہمارا

جو ہنستے ہین تیرے چمکتی ہی بجلی نہین ابر سے کم یہ رونا ہمارا

بتائیگا کیا کوئی اوسکے دہن کو نہوگا کبھی حل معما ہمارا

نہ دل پر ہی قابو نہ کچھ چشم تر پہ رہا ساغر ہی اپنا نہ مینا ہمارا

نہ دیکھے کبھی گرد رہروان کے بہت تیز چلتا ہی گھوڑا ہمارا

یہ ترچھی نگہ سے جو دیکھا ہی ہمدم [illegible] دل تو ٹونا کا ہمارا

لکھا کرتے ہین قد موزون کی تعریف کلام ا ر ہے ہوتا ہی بالا ہمارا +

اشارہ کیا تھا جو کل ہنسنے کو ذرا تیرے مطلب پہ سمجھا ہمارا

مانوش ہم لب کو دینا ہین اے گل رہے نام باقی تمہارا ہمارا

بڑا جام ہی ہمکو شیشے سے بہر کر نہ دل توڑ ساقی خدارا ہمارا

دکھایا یہ ساقی نے خالی جو ساغر
بھرا زندگی کا پیالہ ہمارا

ملا کیا تجھے اس سے او صید افگن
جو یہ مرغ دل تو نے مارا ہمارا

شب تار فرقت مین اختر کی مانند
چمکتا ہی کیا داغ سودا ہمارا

تہ خنجر قاتل ایسی خوشی ہے ہم
نہ مقتل سے پھر پاؤن سرکا ہمارا

وہ دل لیکے بوسہ جو دیتے ہین ہمکو
مقرر ہوا یہ وثیقہ ہمارا

نہ مٹی ہو برباد میری جو ہوئے
ترے کوچہ مین دفن لاشہ ہمارا

دیا ملنے بوسہ تمھارا بھلا ہو
نہ دیتے تو کیا زور چلتا ہمارا

جو پوچھا کہ شائق سے کیا تمکو نسبت
تو بولا وہ ہنسکر کہ شیدا ہمارا

لیکے قاصد خبر نہین آتا ہے
رحم اوسکو مگر نہین آتا

چشم تر مین سوا صورت یار
کوئی مجکو نظر نہین آتا

تو ہی ہمدم بتا ذرا للہ
آہ مین کیون اثر نہین آتا

ظلم ہی کیجے کچھ تو کیجے خیر
لطف تمکو اگر نہین آتا

واقعی ہے تیر بہا غم سے
کام میں جوش نہیں آتا

دوڑا پھرتا ہوں بیقرار ایسے
جب تلک نامہ بر نہیں آتا

سارے عالم کی سیر کرتا ہے
پر وہ دلبر ادھر نہیں آتا

تو جو ہوتا نہیں تو تیرے بغیر
خوش مجھے اپنا گھر نہیں آتا

ہوں تو عاشق پہ کیا کروں مجکو
نفس سرد بھر نہیں آتا

اوسکے وعدے نے جان لبون پہ
آئے کہتا ہے پر نہیں آتا

ہو گئی سب بسر اپنی
پر غم دل بسر نہیں آتا

کیا کہیں اپنا حال اے شائق
کوئی ہمکو نظر نہیں آتا

اشکباری ہوا شعار اپنا
نہ رہا دل پہ اختیار اپنا

دل ناداں نے کھینچ کر نالہ
کھو دیا آہ اعتبار اپنا

پتلیاں آنکھ کی سفید ہوئیں
مدتیں گذریں انتظار اپنا

دام میں زلف عنبریں کے تری
طائر دل ہوا شکار اپنا

زاہد و دیکھو گے رتبہ میری مشت خاک کا
کاش خاک کوی جانان پر اگر بستر ہوا

طی کرون مین وادی وحشت کو کس صورت سے آہ
خار صحرائی رگ پا کو مرے نشتر ہوا

کیا کہون عالم مین اوسکی رنجش بیوجہ کا
رنگ رخ غصہ مین ہمرنگ شئے احمر ہوا

حسن عالم سوز ہی تیرا پری نام خدا
اب مقابل تیرے چہرے کے رشک خاور ہوا

اشک آئے مسلسل میری چشم زار سے
ایکدم مین جیب اور دامان سراسر تر ہوا

شب خیال چشم میگون مست ہی ما ہی ہوش
موج زن طوفان اشک عاشق مضطر ہوا

غم سے کوئی فارغ نہ ہمین دل نظر آیا
ہر شخص کا دل طائر بسمل نظر آیا

سنتے ہین کہ رکھتا ہی سمندر بھی کنارہ
پر عشق کے دریا کا نہ ساحل نظر آیا

آئی ہی زمین پہ ہوا زہرہ تسخیر
ہاروت کو جب سے چہ بابل نظر آیا

تسخیر کا مفہوم سراسر ہی غلط ہے
ہمکو تو نہ اب تک کوئی عامل نظر آیا

ہر ایک کو ہمنے ہوس خام ہی دیکھی
کوئی نہ فن عشق مین کامل نظر آیا

اک برق کا عالم ہوا اوس حسن پہ اللہ
لیلی کا جو بین قیس کو محمل نظر آیا

یہ بارِ گرانِ عشق کا انسان نے اوٹھایا
کوئی جب اس بار کا حامل نظر آیا

کاکل نے تری کب سے مجھے قید کیا ہے +
ہین انکے مجھے پابند سلاسل نظر آیا

سب زندگیِ خضر کے طالب ہین جہان مین
شائق مگر اک مرگ کا سائل نظر آیا

حال فرقت سے ہو پہنچا ہی دلِ بیتاب کا
آگ پر جو حال ہوئے دفعۃً سیماب کا

کیا کہون عالم مین اپنے دیدۂ پُر آب کا
اشک چشمِ زار مین عالم ہی اک سیلاب کا

سینۂ دل کی ہمسر حالت وہ اگر دیکھ لے
لطف دیکھا ہو جسنے معدن سیماب کا

تیرے رخسار عرق آلودہ پہ جو بات ہے
ہمسری اوسکی کرے کیا منہ گل شاداب کا

ہم کو فرشِ بوریا کافی ہی سونے کے لئے
چاہیئے تم کو بچھونا قاقم و سنجاب کا

پائے طینت سے ہین افلاک کے کرتا ہون سیر
میرے سینہ پر کھنچا ہی نقشِ اصطرلاب کا

بوسۂ لب سے ترے ظاہر ہی اعجازِ مسیح
ہی مرض عشق کو اوسمین اثر عناب کا

مست ہو جاتا ہی عالم لذتِ تقریر سے
ہی مزہ باتون مین جانان کی شرابِ ناب کا

چھپیو نسبت تیرے بالہ کی ترا ظاہر ہی سحر
ورنہ ہی جینا بھی ممکن ماہیِ بے آب کا

اضطراب دل کی نسبت دیکھئے کس چیز سے | بیقراری میں بھی تیرہ ہیں سیماب کا

اپنے غم کا تو مجھے کچھ غم نہیں ہو سو ہو
مارتا ہی غم مجھے شائق مگر احباب کا

گو کہ میں گشتہ مدت تک بیاباں میں رہا | پر دل شوریدہ میرا کوی جاناں میں رہا

غنچہ گل جا بجا سے رخصت ہوئی فصل بہار | کیا مزہ رہنے کا اب بلبل گلستاں میں رہا

جب تلک اوس کے تصور میں رہی وحشت مجھے | نور کا عالم مرے چاک گریباں میں رہا

زلف پیچیدہ کو سلجھائی تو نے لاکھ بار | دل مرا الجھا مگر زلف پریشاں میں رہا

ہر کوئی یہاں رنجش بیوجہ پر آمادہ ہی | لطف صحبت کا نہیں افراد انساں میں رہا

بات کچھ کھلتی نہیں کیا جانے کیا بات ہی | جو گیا یہاں سے وہ بس شہر خموشاں میں رہا

کب فضیلت دیر و حرم کو کچھ ہو تو نہ کھلی | جھگڑا دائم یہی ہندو اور مسلماں میں رہا

تنگ کی جا ہی کہ فیض عالم تجرید سے | صبح کا عالم یہاں شام غریباں میں رہا

میں وہ وحشی ہوں کہ بعد از مرگ بھی میرا غبار | سرمہ بنکر دیدۂ چشم غزالاں میں رہا

طرز بندش سے تری ثابت یہ ہوتا ہی مجھے

گلشن کی طرف جب سے وہ پر فن نہیں آتا
بلبل کو بھی خوش جلوۂ گلشن نہیں آتا

جراح مرے زخم پہ ٹانکا نہ لگانا
یہاں کام کبھی بخیۂ سوزن نہیں آتا

ہیں اور بھی یہاں جیسے سیکڑوں کیلیں
تیرا سا نظر اوروں کا جوبن نہیں آتا

اس طور چھپا ہوں کہ کس شکل سے گویا
زنداں میں نظر اک بھی روزن نہیں آتا

سینے پہ پڑی ہو گی نظر آئی ہی جب سے
خوش مجھ کو کبھی تختۂ سوسن نہیں آتا

کیونکر نہ شب ہجر کٹے وائے مصیبت
نالہ نہیں آتا مجھے شیون نہیں آتا

ہم آہ تڑپتے ہیں پڑے اور وہ قاتل
بھولے سے کبھی جانب مدفن نہیں آتا

اوس شوخ کو بیوجہ کی پرخاش ہے ہم سے
کیا کیجئے مجبور ہیں کچھ بن نہیں آتا

وہ سوختہ جاں ہوں کہ نہیں مجھے آرام
زیر شجر وادیٔ ایمن نہیں آتا

قاتل کی صفائی کو تو دیکھو کہ نظر میں
آلودۂ خوں گوشۂ دامن نہیں آتا
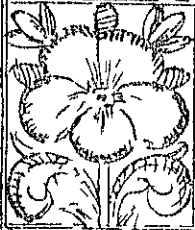
معشوق کو اپنی ہی لگا لیتا ہوں شیبال
ہر چند تعشق کا مجھے فن نہیں آتا
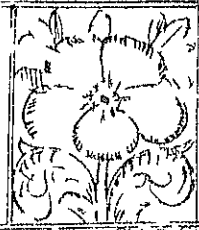
گلشن میں ذرا کھولدے جا کر بدن اپنا
تا قدر نہ معلوم کرے یاسمن اپنا

بلبل کو دکھاوے کبھی وہ گل بدن اپنا
بھولے سے نہ پھر یاد کرے وہ چمن اپنا

پھر از سر نو لطف چراغاں نظر آئے
وحشت میں چمک جائے جو داغ کہن اپنا

غربت میں جو آتا ہی نظر مجمع احباب
بے ساختہ یاد آتا ہے مجھکو وطن اپنا

عاشق ہیں دل و جان سے سب چشم سیہ پہ
ہو کیوں نہ فدا ہوں غزال ختن اپنا

وحشت کا تقاضا ہے کہ چل سوئے بیابان
مجنوں سے کہو صاف کرے جلد بن اپنا

دنیا میں ہیں سیر عدم مردم دنیا
دکھلادے ذرا تو کمر اپنی دہن اپنا

ہوگی نہ رہیں قبر میں کچھ شمع کی حاجت
باقی جو رہا ایک بھی تار کفن اپنا

دیکھے جو تری کاکل خمدار بل کو
سنبل کو فراموش ہو سب بانکپن اپنا

طاعت کی تمنا ہے نہ ملبوس کی پروا
عریانی کا جامہ ہے فقط پیرہن اپنا

تاثیر ہے سیفی کے ہر اک شعر میں شائق
ہو کیونکہ نہ مقبول طبایع سخن اپنا

عارض سے ترے کان کا بالا نہیں ہلتا
کیا وہ ہے کہ اس ماہ سے ہالہ نہیں ہلتا

لاکھون ہی صنم کی میری سینہ مین جگہہ ہی
دلسے میرے اکبھی کی شوالا نہین ملتا

اوس شہر مین ہمتو نہ ہین گے نہ ہین سگے
غیرون کو جہان دیس نکالا نہین ملتا

بدمست ہون اور عالم بالا کی کرین سیر
ایسا مے احمر کا پیالہ نہین ملتا

گو ہی گل تر کو ترے رخسار سے تشبیہ
پر داغ جگر سے مرے لالہ نہین ملتا

معشوقون سے کہدو کہ نہ توڑین دل عشاق
سب ملتے ہین پر چاہنے والا نہین ملتا

افسوس ہی ساقی کوئی جام ہی گلرنگ
ہو جس سے میرا نشہ دوبالا نہین ملتا

ہون تنگ مانہ سے مگر جاؤن کدہر آہ
عالم کوئی عالم سے نرالا نہین ملتا

شائق ہمین کمّل ہو فنا مین ہی کافی
کچھ غم نہین ہمکو دوشالا نہین ملتا

مستعد قتل پہ میر جو وہ قاتل نہوا
اوسکے نزدیک میں تیغ کے قابل نہوا

مجکو قسام ازل بخت سکندر دیتا
پر کبھی ہمت عالی سے مین سائل نہوا

کردیا نالے نے تیرے جگر کو پانی
نرم کچھ اوس بت بے رحم کا پر دل نہوا

بار احسان فلک پشت میری خم کرتا
خوش ہوا مین کہ یہان کچھ مجھے حاصل نہوا

نہ ملا چاہ ذقن کا تیرے مجھکو بوسہ ۔ ہمکو صد حیف میسر چہ بابل نہوا

دل جانان مین گرہ آہ نہ مینے پائی ۔ یاد مجھکو عمل عقد انامل نہوا

ہی بجا ہووہ اگر ہاتھہ وبال گردن ۔ گردن یار مین جو ہاتھہ حمائل نہوا
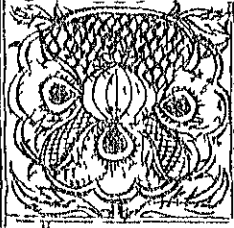
عشق مین عمر بسر ہو گئی تیری مشتاق

پر یہ افسوس کہ تو اسمین بھی کامل نہوا
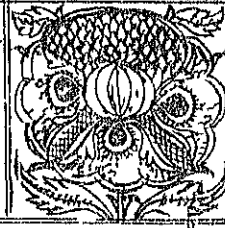
حق نے جب مخلوق کو پیدا کیا ۔ سب مین تجھکو اے صنم یکتا کیا

کیا کہون الفت نے مجھسے کیا کیا ۔ دل کو شعلہ آنکھہ کو دریا کیا

کیون خفا ہو کچھہ کہو مین بھی سنون ۔ راز مین نے کونسا افشا کیا

رعب سے خورشید تک تھرا گیا ۔ برقع رخ جب کہ اسنے وا کیا

زخم کا ٹانکا مرے ٹھیرا نہ آہ ۔ سوزن عیسی نے گو بخیہ کیا

دل تو رکھتا ہی تجھے پیش نظر ۔ آنکھہ سے تونے اگر پردہ کیا

شیشہ پتھر کو بھی دیتا ہی کوئی ۔ دل دیا اوسکو بہت بیجا کیا

قید مین بھی اوس مہ بیمہر کو ۔ روزن دیوار سے جھانکا کیا

ناصح کیا اسمین میرا اختیار — تجکو دانا مجکو دیوانہ کیا

قطعہ

رات کے وعدے پہ ای پیمان شکن — راہ تیری صبح تک دیکھا کیا

پتلیان آنکھونکی میری پھر گئین — پر نہ تو نے اس طرف پھیرا کیا

پہلے بگڑا پھر سنائین گالیان — مار کر اوسنے مجھے زندہ کیا

زردیِ رخ خشکیِ لب آہ سرد — ایسی باتون نے مجھے رسوا کیا

تجکو لیلی اور بنایا مجکو قیس — شمع تجکو مجکو پروانہ کیا

بات بھی آ کے نہ کی کسکا جواب — نامہ بر ہر چند سر پٹکا کیا

گوشۂ زندان ہوا آنکھون مین دشت — تنگ وحشت نے مجھے ایسا کیا

دیکھنے کو اوس بت ترسا کی آہ — یون ہی اک نام خدا [illegible] لیا

مین وہ عاشق ہون کہ بلبل بعد مرگ — پھول میری قبر پر رکھا کیا

تجسے ذکرِ زلف پر اندھیر ہے — شام سے تا صبح [illegible] کیا

یاد کر کے چشم کو گلزار مین — دیر تک نرگس کو مین تاکا کیا

بیچ کچھ اوس کی بھی لکھنا چاہیے — جسنے تجکو لطف سے گویا کیا

جاگ شائق وقت اب نزدیک ہے
خواب غفلت مین بہت سویا کیا

آدمی کو خاک سے پیدا کیا
دیکھئے ادنی کو کیا اعلی کیا

خیر ہو کیا جانے کسنے کیا کہا
اسقدر اُسنے مین جو غصہ کیا

قتل کرکے قتل گہ مین تابدیر
بسملون کی سیر وہ دیکھا کیا

ڈھونڈتا تھا مین ترا موئے کمر
اسلئے راہ عدم دیکھا کیا

ہم رہے سینہ سپر شمشیر کے
غیر بزدل بارہا بھاگا کیا

چھوڑ دے عشق بتان بہر خدا
ورنہ آخر پائیگا اپنا کیا

خوب باندھا ہے مضمون کمر
قید دام فکر مین عنقا کیا

ذکر ہین اُس بت کے یہ بتخانہ تھا
یاد حق نے دلکو کعبہ کیا

قد رعنا سروِ زیبا نے ترے
سارے عالم کو تہ و بالا کیا

کردیا بے چین اُسکو دفعتاً
دل نے جب واں سے کبھی نالہ کیا

رات ٹھوکر نے تری ہنگام رقص
فتنۂ محشر غرض برپا کیا

اوٹھہ گیا پردہ زمین تا بعرش * دیدۂ دل جبکہ مینے وا کیا
تو جو گذرا باغ مین با این روش * سر نے جھک کر تجھے سجدہ کیا
جست و جو مین تیری اے رشک چمن * خاک صحرا عمر بھر چھانا کیا
شام کے نالے نے آہ صبح نے * آخر اوس بیگانہ کو اپنا کیا
زلف کا اوسکے رہا سودا مجھے * سانپ سا سینہ پہ لہرایا کیا
کچھ سکا صورت نہ مانی سے تری * گو ترا نقشہ بہت کھینچا کیا
مٹ چکا تھا قصۂ فرہاد و قیس * مینے آکر پھر اوسے تازہ کیا
عشق چھپتا ہی چھپانے سے کہین * کھل گیا ہر چند اوخفا کیا

اوٹھہ گیا پہلو سے جس دم دلربا
شائق خستہ جگر رویا کیا

احباب کی رنجش ہے وطن مین نہ رہونگا * ہر چند کہ گل ہون چمن مین نہ رہونگا
بو زلف معنبر کی تیری جبسے کہ پہونچی * بیشک کہ سوداے ختن مین نہ رہونگا
ہستی مین ہمین راہ عدم کی نظر آئی * زنہار مین اب فکر وہن مین نہ رہونگا

گلگشت چمن میں تری آجائیگی گر یاد — مصروف تماشائے چمن میں نہ ہونگا

اس گل نے مجھے اپنے گلے سے جو لگایا — پھولونگا خوشی سے کہ بدن میں نہ ہونگا

جب سے کہ ہوا جوش جنون شدت وحشت — اب پانوں پھیلتا ہی میں بن میں نہ ہونگا

او غیرت لیلی میں تجھے چھوڑ کے ہرگز — مجنون کی طرح نجد کی بن میں نہ ہونگا

گردش ہی رہا کرتی ہی اس دور زمانہ کو — میں اس چرخ کہن میں نہ رہونگا

آیا وہ بنانے پہ اگر شکر مسیحا — مردہ کی طرح پھر میں کفن میں نہ ہونگا

رہ جائیگی گر حسرت دیدار دم مرگ — میں قبر میں آسودہ کفن میں نہ رہونگا

اس شہر کے اشخاص کی صحبت ہی سے نفرت — میں مجمع زاغان و زغن میں نہ رہونگا

آزار تری بار ضرر کا جو کیا ہی — ہر گل کی فغان ہی کہ چمن میں نہ رہونگا

او غیرت یوسف نے کنعان سے جب نکالے — محبوس میں اب چاہ ذقن میں نہ رہونگا

غربت میں نہ ہوتی ہی قدر اہل ہنر کی — ورنہ خواہ گہر کہ عدن میں نہ ہونگا

اس قید ازاو مجھے کیجئے صاحب — پابند میں گیسو کی شکن میں نہ رہونگا

اس جینے سے کیا فائدہ ہوگا مجھے شائق

گر بادشہنشاہ زمن مین نہ ہونگا

شہرہ ہو نہ کیون سب مین میری خوش قلمی کا | مداح ہون مین خالق افلاک و زمی کا

پہنچے صلہ حق مین نہیں چارہ انسان | واقف نہ رہے اسرار خفی اور جلی کا

جو حکم خدا کا ہو وہی حکم ہو ناطق | دخل اوسمین سر مو نہیں زنہار کسی کا

ہوتا ہو وہی جو کہ مشیت ہے خدا کی | ہو اوسمین تصرف نہ نبی کا نہ ولی کا

ہو ذات پیمبر کی تو مستغنی الاوصاف | لکھ وصف کوئی لکھ سکے شاہ نبی کا

ہر شخص کو امید شفاعت ہے اوسی سے | ہنگامۂ محشر مین سہارا ہو اوسیکا

دنیا کے اموات کا غم ہیچ ہے شائق
غم چاہیے انسانکو فقط آل نبی کا

دلکو میرے سچ ادا اک بھا گیا | بانکپن اوسکا مجھے خوش آ گیا

جب خیال زلف پیچان آ گیا | سانپ سا سینہ پہ اک لہرا گیا

اوسنے اپنی رخ سے جب الٹا نقاب | ماہ تو کیا مہر تک شرما گیا

نامہ بر لیکر جواب آیا نہیں | شاید اوسکے ہاتھ سے مارا گیا

مین تو اپنی جان سے گذرا عشق مین ۔ تو بتا اے دل کہ تیرا کیا گیا

زور کاکل ہوتی تھی اک بوسہ پہ ۔ ہو گئے مجھسے خفا جھگڑا گیا

اب تڑپنے سے ترے ہوتا ہی کیا ۔ وہ تو پہلو سے دل شیدا گیا

خط سبز رخ دکھانیکو ترے ۔ ڈھونڈنے مین خضر کو دریا گیا

اوسکی گھر مین کر دئے در آہ نے ۔ روزن دیوار کا رخنہ گیا

تھا تو گوشہ مین ترے ابرو کمان ۔ مین تو در پہ بارہا چلا گیا

باندھے مینے معنے باریک زلف ۔ اتنی ہی سی بات پہ باندھا گیا

ق

آکے نامہ بر نے مجھسے یہ کہا ۔ جب کہ تیرا خط وہان کھولا گیا

بولا وہ ہے گرچہ مضمون مین لپیٹ ۔ ہان مگر مطلب تو کچھ مین پا گیا

پست ہون مگر جب آہ کی ۔ نالہ اپنا عرش سے بالا گیا

جب کوئی دانا ہوا مغرور یہان ۔ آسیا کے چرخ مین پیسا گیا

ترک کی اوس گل نے صحبت غیر کی ۔ لو چمن سے غیر کا کھٹکا گیا

اوٹھکے پہلو سے وہ کج ادا ۔ گھر کی جانب تیر سا سیدھا گیا

زلفِ پُرخم سے ہی ہر اک دل کو علاقہ دیکھا ہمنے ہر شخص کو اس پیچ میں الجھا دیکھا

تیری ہی نور کا ہر چیز میں جلوہ دیکھا تیری ہی حسن کا ہر ایک میں چرچا دیکھا

چشمِ تحقیق سے دیکھا نہ کسیکو ہمنے ذرہ کو مہر فلک قطرہ کو دریا دیکھا

اختلافِ دلِ شوریدہ بیاں کیا کیجے کبھی عاقل اسے ہمنے کبھی شیدا دیکھا

ایک صورت پہ نہیں شام و سحر لیل و نہار خوب اس چرخ مشعبد کا تماشا دیکھا

وصل میں ہجر کا ساماں دکھا دیتا ہے طور اس شوخ کا یہ سب سے نرالا دیکھا

کبھی عاشق پہ کرم جور و جفا کے بدلے ہمنے معشوق جہاں میں نہیں ایسا دیکھا

زلف جب چہرے سے ہٹی ہو گیا روشن عالم اس اندھیرے میں عجب ہمنے اجالا دیکھا

دلِ سودازدہ ہے شیفتۂ خالِ سیاہ شاید اس نقطہ کو ہمچشم سویدا دیکھا

جاہ و ثروت کی ہوس کا ہے نتیجہ حسرت اہل دولت نے تاسف کے سوا کیا دیکھا

ہے طلسمات جہاں نقش بر آب اے ہمدم خط موہوم ہر اک چیز کا نقشہ دیکھا

مین تو اپنی جان سے گذرا عشق مین / تو بتا اے دل کہ تیرا کیا گیا

روز کلکل ہوتی تھی اک تجھ سبب / ہو گئے مجھ سے خفا جھگڑا گیا

اب تڑپنے سے تری ہوتا ہی کیا / وہ تو پہلو سے دل شیدا گیا

خط سبز رخ دکھانیکو ترے / ڈھونڈنے مین خضر کو دریا گیا

اوسکی گھر مین کر دئے در آہ نے / روزن دیوار کا رخنہ گیا

تھا تو گوشہ مین ترے ابرو کمان / مین تو در پہ بارہا چلا گیا

باندھے مینے معنئ باریک لف / اتنی ہی سی بات پہ باندھا گیا

ق

آکے نامہ بر نے مجھ سے یہ کہا / جب کہ تیرا خط وہان کھولا گیا

بولا وہ ہے گرچہ مضمون مین لپیٹ / ہان مگر مطلب تو کچھ مین پا گیا

پست ہون مگر جب آہ کی / نالہ اپنا عرش سے بالا گیا

جب کوئی دانا ہوا مغرور یہان / آسیا چرخ مین پیسا گیا

ترک کی اوس گلنے صحبت غیر کی / لو چمن سے غیر کا کھٹکا گیا

اوٹھکے پہلو سے مرے وہ کج ادا / گھر کی جانب تیر سا سیدھا گیا

تیری ہی نور کا ہر چیز مین جلوہ دیکھا ‌ ‌ تیری ہی حسن کا ہر ایک مین چرچا دیکھا

چشم تحقیق سے ہر دیکھا نہ کسیکو ہمنے ‌ ‌ ذرہ کو مہر فلک قطرہ کو دریا دیکھا

اختلاف دل شوریدہ بیان کیا کیجے ‌ ‌ کبھی عاقل اسے ہمنے کبھی شیدا دیکھا

ایک صورت پہ نہین شام و سحر لیل و نہار ‌ ‌ خوب اس چرخ مشعبد کا تماشا دیکھا

وصل مین ہجر کا سامان دکھا دیتا ہی ‌ ‌ طور اوس شوخ کا یہ سب سے نرالا دیکھا

کری عاشق پہ کرم جور و جفا کے بدلے ‌ ‌ ہمنی معشوق جہان مین نہین ایسا دیکھا

زلف جب رخ سے ہٹی ہو گیا روشن عالم ‌ ‌ اس اندھیرے مین عجب ہمنے اوجالا دیکھا

دل سودازدہ ہی شیفتۂ خال سیاہ ‌ ‌ شاید اس نقطہ کو ہم چشم سویدا دیکھا

جاہ و ثروت کی ہوس کا ہی نتیجہ حسرت ‌ ‌ اہل دولت نی تاسف کے سوا کیا دیکھا

ہو طلسمات جہان نقش بر آب اے ہمدم ‌ ‌ خط موہوم ہر اک چیز کا نقشہ دیکھا

ہی غلط کہتے ہین جو اوسکی دہن کو معدوم
بارہا ہمنے تو کالی سنی گو یا دیکھا

خوبی و حسن و ادا ناز و کرشمہ شوخی
اوسکو ہر رنگ مین ہر بات مین یکتا دیکھا

ارغوان پہ گل سوسن نظر آیا ہمکو
جبکہ مسی کا لب لعل پہ لاکھا دیکھا

کیا ہی سنسان ہی میخانہ مین ساقی کی بغیر
نہ تو ساغر ہی نظر آیا نہ مینا دیکھا

گلشن دہر مین پھولا نہ پھلا نخل مراد
غنچۂ دل نہ کبھی ہمنی ہنستا دیکھا

یہ در گوش نہین حلقہ مین بالی کی عیان
اپنے مقسوم کا گردش مین ستارا دیکھا

چاہ مین ڈوبکی ہوئی باولی چاہ سے یاد
پر نہ یوسف کو کبھی سوتی زلیخا دیکھا

اوسکے سر پر بھی کوئی جن ما بچگا ہی الفقیر
گر پری تجھسے دیوارنا سایہ دیکھا

افعی زلف سیہ مین جو ایکا سا کم
اسکا کاٹا ہوا ہمنی نہ جیتا دیکھا

نہ ہمہ قطرۂ خون مو مژہ پر جیسے کہ
شمع روشن ہی تہ آب لب دریا دیکھا

ہوگئی دہر مین حسن عالم شائق
ہمین ہی مو [illegible] کہ اس رنج مین پیدا کیا پایا

ربط اوس رخ سی مجھو خط پیدا کیا
کیون عبث تونی دلا درد پیدا کیا

بعد مدت ہمنے شوخ سیمبر پیدا کیا
نخل ہم آغوش نے ہمارے اب ثمر پیدا کیا

دل دیا تھا ہمنے اوسکو اپنے تسکین قلب
نفع کی امید مین بس یہ ضرر پیدا کیا

روئے روشن سے بنایا پردہ رشک ماہ
دامن شب سے پہاڑ کر چاک سحر پیدا کیا

پڑتے ہین پتھر ہزارون سنگ طفلان کی طرح
وہ شجر دیوانہ ہی جسنے ثمر پیدا کیا

اضطراب دل سے چہرہ کا ہوا ہی رنگ زرد
تشنۂ ہجران سے بہت ہمنے زر پیدا کیا

لگ گیا ہی اپنی آنکھون مین کوئی یوسف جمال
یہ زلیخا کی طرح نور نظر پیدا کیا

موئے مژگان پر ہمیشہ ہم آنسو سفید
ہمنے آب اشک مین نیلوفر پیدا کیا

کر دیا معدوم انکے آپکو اس فکر مین
کس مشقت سے میان مو کمر پیدا کیا

آہ کی اپنی رسائی چرخ اخضر پر ہوئی
عاقبت اس گنبد بیدر کا در پیدا کیا

اوسکے مہ مہر کی اصلا ہمین خواہش نہین
اتنوا یہ دل ہمنے اک سنگ قمر پیدا کیا

ہی وہ محبوب بیا ٹھوکر سے اوسکے کیون نہو
خالق اکبر نے ایسا فتنہ گر پیدا کیا

بل بی نخوت کہتا ہی ہو جاؤنگا تیرا غلام
مجھسا تو دوسرا دلبر اگر پیدا کیا

قتل کی اندیشے سے ہمنے اپنی قاتل کیلئے
ایک سر جب کٹ گیا بجاے اور سر پیدا کیا

لعل لب لعل بدخشان کے مقابل ہو لئے — اور تبسم سے ہر دانت نے آب گہر پیدا کیا

گردش اپنی گردش پرکار سے افزون ہوئی — جستجو یار مین پاؤن سے سر پیدا کیا

عیب بینی سے چھپالی آنکھہ اپنی سر بسر — عمر بھر مین یہ فقط ہمنے ہنر پیدا کیا

تیرگی شام حال کی جو کاکل نے تہی — عارض پرنور نے نور سحر پیدا کیا

دل ملا کر ان بتون کا فتنہ سے آفت مین [illegible] — ہمنے اپنے ہاتھہ سے درد جگر پیدا کیا

اتقا ظاہر ہی اوسکے ثابت ہے مجھے — نالہ شبگیر نے اپنے اثر پیدا کیا

سنکے میرے نالہ جانسوز کو بولا وہ شوخ — کسنے کوچہ مین ہمارے شور و شر پیدا کیا

خشک مغزی کا تقاضا تہا کہ یون [illegible] — طبع کی قوت سے ہر اک شعر تر پیدا کیا

زرد رہتا ہی رخ اپنا عشق مین آٹھ پہر — ہمنے بے منت مخلوق زر پیدا کیا

غفلت اپنی دیکھتے تو جانتا کہ عہد آگہین — ہمکو ناحق ازل نے بی خبر پیدا کیا

چلے میرے کہنے پہ گر عندلیب ॥ لڑے پھر نہ گل پر غلط عندلیب

تو گریاں ہو گلشن میں خنداں ہو گل ॥ ترے نالہ میں ہے اثر عندلیب

بتا تو کہ گلشن میں ہوں یا نہیں ॥ نہ ہست کا کوئی تجھ سے بد عندلیب

موافق مرے حال کے کیوں نہ ہو ॥ میں بیدل ہوں اور بے جگر عندلیب

نگہ میں کوئی گل سما یا اگر ॥ جو رہتی ہو تو چشم تر عندلیب

قفس سے نہ نکلے گی تو عمر بھر ॥ بندھے ہیں ترے بال و پر عندلیب

سکھا دوں تجھے طرز آہ و فغاں ॥ رہے مجھ کو اب کی اگر عندلیب

خزاں سے ہوئے خشک سارے شجر ॥ کبھی فصل گل سے خبر عندلیب

پس از مرگ میرے اگر قبر پہ ॥ تعجب کیا جو ہو نوحہ گر عندلیب

کرے میرے نالوں سی وہ ہمسری ॥ کہاں سے یہ لائے جگر عندلیب

جو ہم دونوں کو عشق اوس گل سے ہے ॥ ادہر ہم ہیں گریاں ادہر عندلیب

لگایا ہے گلشن میں گلچیں نے جال ॥ تجھے کیا نہیں ہے خبر عندلیب

نہ کر نالہ اسد رحم بہر خدا
کہ پھٹتا ہے اپنا جگر عندلیب

یہ گلشن میں جا کر مچاتی ہے غل
مگر ہو گئی ہے نڈر عندلیب

تو کرتی ہے نالہ مگر پیش گل
نہیں مطلقاً معتبر عندلیب

مگر آہ و نالہ تو شائق کی لسج
اگر ہو سکے ضبط کر عندلیب

## ردیف بائے فارسی

میرے پہلو میں نہیں آتے ہیں آپ
کیوں مجھے قسمت سے تڑپاتے ہیں آپ

ساتھ مجھ غیر کے جو یہاں آتے ہیں آپ
آفتِ تازہ مگر لاتے ہیں آپ

بوسۂ لب مانگ کر اس شوخ سے میں
حضرتِ دل منہ کی کھا جاتے ہیں آپ

آپ تو دیتے ہیں لاکھوں گالیاں
جب میں کہتا ہوں تو گھبراتے ہیں آپ

جان آ جاتی ہے جسم زار میں
میرے گھر میں جب کبھی آتے ہیں آپ

غیر سے ہوں روز وعدے وصل کے
جھوٹے وعدے ہم کو بتلاتے ہیں آپ

حال دل کہتا ہوں جب اس شوخ سے
ہنس کے کہتا ہے یہ کیا گاتے ہیں آپ

حضرت دل کوئے جانان کی طرف | مجکو تنہا چھوڑ کر جاتے ہین آپ

پا گئے ہین ہم تو مطلب آپ کا * | کسلئے باتون مین بہلاتے ہین آپ

کیا ٹھکانا آپ کے اقرار کا | وعدہ کرکے پھر مکر جاتے ہین آپ

ڈیڑھ سو سے کم نہ لونگا مین کبھی * | ایک ہی بوسہ مین گھبراتے ہین آپ

کھینچتا ہی جذبِ دل جب ہم اونھین | پھر گھر مین وہ چلے آتے ہین آپ

آپنے دیکھے نہین یہ رنگین ادا | اسلئے نازان ہین اتنے ہین آپ

میری ہوتے مجھو تو اے جان جان | غیر کو کیون گھر مین بلواتے ہین آپ

جی الجھ جاتا ہی میرا پیچ مین * | جسقدر کاکل کو سلجھاتے ہین آپ

کرکے ہر دم یہ اشارہ آنکھ کا | غیر سے اب مجکو لڑواتے ہین آپ

جانتے ہین آپ کی ہم خصلتین | کیون بھلا منہ پھر کھلواتے ہین آپ

عشق سے ہرگز نہ باز آئینگے ہم * | حضرتِ ناصح یہ کیا گاتے ہین آپ

تلخ ہونا سامنے اغیار کے * | کہئے اسمین کیا مزہ پاتے ہین آپ

لُٹ چکے ہین آپ جب محرم مجھے | پھر عبث اب مجھسے شرماتے ہین آپ

## بات یہ کیا مجھسے فرماتے ہین آپ

خوش نہین آتی ہمین گلگشتِ بستان جہان
یہ طبیعت ہے ہم جو ہین دلگیر تیرے کوئے دوست

کیون نہ ہو جائے معطر اہل عالم کا دماغ
مشک و عنبر سے فزون تر ہے مہک گیسوئے دوست

دیکھتا ہے جب مجھے دیتا ہے لاکھون گالیان
کیا بُری معلوم ہوتی ہے یہ مجکو خوئے دوست

خوش نہ آئی صورتِ حور و پری اسکو کبھی
دیکھ لے اک مرتبہ بھی جو رخِ نیکوئے دوست

یہ تمنا ہے فقط اسکی سوا خواہش نہین
زیر سر ہو وقت مرنیکے سرِ زانوئے دوست

اک اشارہ مین ہزارون بیشبہ ہوتے ہین قتیل
ہے یہ تیغ اصفہانی یا کہ ہے ابروئے دوست

پوچھ تو میرا حال کہنا تا کہ ہو وہ مہربان
اے دل شوریدہ جاتا ہے جو تو سوئے دوست

خوشنما ہے مثل عنبر اکلام پاک حق
کیون نہ بہاوے دلکو شنا اک خدا جوئے دوست

مجھسے رنجیدہ ہے وہ ماہ لقا کیا باعث
جھڑکیاں دیتا ہے مجھے ہر دم و خطا کیا باعث

کام میں نے نہ کیا کوئی خلافِ مرضی
مجھے جھنجھلائے ہوا مجھسے خفا کیا باعث

سر گذری نہ کیا تو نے تکلف اے جان
آج کرتا ہی جو تو مجھسے حیا کیا باعث

وہ تو کہتا ہی کہیں گشت کو میں ہیں جاتا
پھر جو شب گھر میں وہ آ نکلا کیا باعث

دل سے اب تک نہ گئی جوشِ جنون کم نہوا
پاؤں سے ہو گئی زنجیر جدا کیا باعث

نہ سگی گو کہ کی تو ملاقات تیری ہر گز
نامہ بر تجھسے وہ ناراض ہوا کیا باعث

پیرہن چاک کرون تھا یہ تقاضا جنون
تا گریبان نہ پڑا ہاتھ مرا کیا باعث

دلبری کی مجھے امید تھی ہاں اے فرزند
تو نے آزردہ مرے دل کو کیا کیا باعث

راہ تکتا ہوں تجھے اور مضطر ہوں
بوئے گل لائی نہ اب تک جو صبا کیا باعث

میں نے اقرار تو پورا کیا ہر صورت سے
تو نے وعدہ نہ کیا اپنا وفا کیا باعث

جان اور دل سے فدا تم پہ ہی شائق اپنا
اسقدر کرتے ہو تم جور و جفا کیا باعث

## ردیف جیم تازی

ہمکو ہی بس توجہ جانان کی احتیاج
عشاق کو نہین سر و سامان کی احتیاج

مخلوق سے نہین ہی امید کشود کار
ہوتی روا خدا سے ہی انسان کی احتیاج

ہی درد عشق دلکو ہمارے بہت پسند
حاجت طبیب کی ہی نہ درمان کی احتیاج

زنجیر دست شوخ نے باندھے جو میرے ہاتھ
اب ہوگی کسلئے اوسے دامان کی احتیاج

سینہ کو اپنے داغون سے گلشن بنا لیا
ہمکو نہین ہی اب گل خندان کی احتیاج

عاشق کے ہو رہین ہم کسی حسن ملیح کے
زخمون کو اپنی کب ہے نمکدان کی احتیاج

اہل جنون کو چاہیے شاہانہ کب لباس
رہتی فقط ہی چاک گریبان کی احتیاج

ہوتے ہین کب ستارے شب ماہتاب مین
اوس مہ جبین کو کیونکہ ہو افشان کی احتیاج

صحرا اول ہمارا تھا بیوت سے
وحشت مین ہمکو کب ہے بیابان کی احتیاج

عاشق ہین تیغ ابرو کی لپر لگے ہین زخم
کیونکر ہو ہمکو زخم نمایان کی احتیاج

یون ہی رہا ہمیشہ جو صحبت پری وشان
ہوگی ہمین کبھی تخت سلیمان کی احتیاج

رکھتی نہین بقا ہی اطاعت خدا کریم سے
ناکی احتیاج نہ نادان کی احتیاج

کافی ہے اونکو دامنِ صحرائے لق و دق | اہلِ جنون کو کچھ نہیں دامان کی احتیاج
آنے نہ پائے غیر در اندر اسلئے | صاحب تمھیں ضرور ہے درباں کی احتیاج

مشتاق عزیز مصحفِ رخسار کیوں نہ ہو
ہر اہلِ دین کو ہوتی ہے قرآن کی احتیاج

## ردیف حائے حطی

گردش ہے مجکو گنبدِ دوّار کی طرح | چکر ہے میرے پاؤنکو پرکار کیطرح
حاجت نہیں کہ وہ گلِ رعنا ہو در چمن | سینہ ہے میرا داغوں سے گلزار کیطرح
وہ ناتوان زار ہون اوس گلکے عشق مین | چبھتا ہون چشمِ غیر مین اب خار کیطرح
دیتے سرکنے وہ نہیں ہر چند تو اوٹھا | افتادہ ہم ہیں سایۂ دیوار کیطرح
سنبل ہزار بل کرے کھا کھا کے پیچ و تاب | ہو گی کبھی نہ گیسوئے خمدار کی طرح
زندان مین زلفِ یار کا جب آگیا خیال | زنجیر پا بھی ڈسنے لگی مار کی طرح
عنبر فشان جو گیسوئے مشکین یونہی رہے | ہو جائیگا یہ شہر بھی تاتار کیطرح
پیدا جو ہوتا ہے کامل ہلال جسطرح | ہو ابتدا مین ابروئے خمدار کیطرح

ملتا نہین ہی مجھکو کہین یار کا پتا
ہر چند ڈھونڈتا ہون مین بیکار کی طرح

اوس فتنہ گر کی چال کا انداز ہی عجیب
لیکن رہی نہ پائیگا رفتار کی طرح

ق
ہم سیر باغ کو جو گئے گلبدن کے ساتھ
باہین گلے مین ڈالے ہوئے ہار کی طرح

چشم حسد سے ہر شجر و برگ و گل ثمر
تکتا تھا ہمکو نرگس بیمار کی طرح

دیکھے جہان مین خوش قد و خوش رو بہت ولی
آیا نظر نہ ایک بھی سرکار کی طرح

پہلو مین میرے سوگئے آکر وہ گلبدن
جاگے جو بخت دیدۂ بیدار کی طرح

ہرگز نہین ہی وعدہ کا اوسکے کچھ اعتبار
اقرار اوسکا ہوتا ہی انکار کی طرح

سیفی کا اپنے شعر مین کیونکر اثر ہو
فکر رسا ہی باڑ پہ تلوار کی طرح

مژگان مین تو تیر سے اے ترک کم نہین
ابرو کا تیر کاٹتے تلوار کی طرح

لکھے جو وصف ابروے جانانہ مین تر
جوہر کیا ہی قلم کے بھی تلوار کی طرح

سائق مین چھوڑون اوسکی جنت مین ہی مجال
خوش آگئی ہی دلکو مرے یار کی طرح

نہین دیکھا ہی ایسا دلربا شوخ
نہایت تند خو بے انتہا شوخ

جوانی مین تجھے کیا ہو گیا شوخ
مگر طفلی مین تو ایسا نتھا شوخ

پڑا اوسکے نام ہین عالم مین مشہور
ستمگر سفلہ پرور بیوفا شوخ

گلی مین دیکھکر اپنی وہ مجکو
یکایک حشر کرتا ہی بپا شوخ

نہین اصلاح ہو سکتی کچھ اسکی
بگڑ جاتا ہی بے جرم و خطا شوخ

مروت کا نہین ہی نام اوسمین
نہ کیون اوسکو کہون نا آشنا شوخ

ہین اوسکے ہاتھ ہون سنگ زیبر
کیا کرتا ہی خشم ناروا شوخ

گذشتہ شاید ہو کوچہ مین اوسکے
نظر آتی ہی تو بھی اے صبا شوخ

نہ کسمین باتکی سب ہین مشتاق
ذرا اب کھولدے بند قبا شوخ

قدمبوسی جو کی اوس شوخ کی بس
ہوا ہی اسلئے رنگ حنا شوخ

وہ کیا جانے وفا کہتے ہین کسکو
ہمیشہ مجھسے کرتا ہی جفا شوخ

منانے کی بتا تدبیر کوئی
ہوا ہی ہمسے اے شائق خفا شوخ

## ردیف دال مہملہ

ہزاروں شخص وہاں ہوگئے نیم جان قاصد
یہی ہے کوچۂ جانان کا بس نشان قاصد

بہت مزاج میں ہے اوسکے شک تو ہم سے
کریگا اسلئے تیرا وہ امتحان قاصد

یہ نامہ جلد پہونچ جائے اسلئے بخدا
گیا میں ڈھونڈنے تجھکو کہاں کہاں قاصد

وہ تند خو ہے سمجھکر تو اوس سے کرنا بات
کھلے جو سامنے اوسکے تری زبان قاصد

نہیں دریغ سگ یار سے مجھے ہرگز
کرے پسند جو یہ مشت استخوان قاصد

یہ پوچھنا کہ حسینوں میں کون اعلیٰ ہے
اسی پتے سے ملیگا تجھے مکان قاصد

پتا وہانکا مفصل تو پوچھنا اوس سے
جو راہ میں کوئی ملجائے کاروان قاصد

ہوا ہے کشتہ اور اوس سے کلام کچھ بے ڈھب
ہے تیرے چہرے سے شرمندگی عیان قاصد

فقط ہمیں پہ نہیں ظلم چرخ سفلہ نواز
ہر ایک شخص پہ ہے جور آسمان قاصد

ترے فراق میں ہے حال زار شائق کا
یہ اوس سے کہنا ذرا ہوکے مہربان قاصد

طلب جو کرتے ہو مجھسے حساب کا کاغذ
نہین ہے پاس مرے کچھ جناب کا کاغذ

نہ پوچھ مجھسے تو بس بے ثباتی عالم
کہ ہے یہ دفتر دنیا حباب کا کاغذ

جو غور کیجئے ہے یہ اعادۂ معدوم
تلاش پیری مین کر شباب کا کاغذ

لگاؤن مین وہ صفت تیرے چہرۂ منور کا
ملیگا ایسا کہان آفتاب کا کاغذ

شب برات مین بالاتفاق کہتے ہین
درست ہوتا ہے شیخ و شاب کا کاغذ

ہم اپنے دیدۂ گریان کا حال خوب لکھین
جو ہاتھ مین آئے سحاب کا کاغذ

نہ چاک کیجئے نامہ مرا برائے خدا
یہ بیدلونکی ہے غم کے کتاب کا کاغذ

گناہ جتنے ہین میرے معاف ہوین یارب
ملے بروز قیامت ثواب کا کاغذ

لگاؤن آنکھون سے کیونکر نہ اسکو ای شائق
کہ ہے یہ حضرت شیخ الاحطاب کا کاغذ

## ردیف دال مہملہ

گل ہو شرمندہ ترے رخ کی نزاکت دیکھکر
اک جہان محو تماشا ہے تری صورت دیکھکر

آہوان دشت رم کرتے ہین میرے پاس سے
ہو بیابان تنگ میری وحشت دیکھکر

برق بھی آنکھوں میں اپنی ایک دو دن آہ ہے
ہے غشی مجھکو ترے موںہہ کی قیامت دیکھکر

محو ہو جاتے ہیں سب سنکر تیری تقریر کو
بات کر سکتے نہیں تیری طلاقت دیکھکر

انتہا تیری خشونت کی نہیں معلوم تھی
ابتدا ہی سے پھنس گئے تیری محبت دیکھکر

یا یہ عالم تھا تن عریاں سے سوتے تھے ساتھ
موںہہ چھپا لیتا ہے اب بے مروت دیکھکر

کوہکن کا حال کیا کہیے کہ دو جیسی تھا
تھا گریبان چاک مجنون بھی یہ حالت دیکھکر

یاد رکھو لا تمش مرحا کی بھی تو مضمون کو
پاؤن رکھا کر ذرا اہل نخوت دیکھکر

رتبہ تیرا خدا نے عرش سے بالا کیا
ہے ثریا کو حسد تیری یہ ثروت دیکھکر

صحبت ایام گذشتہ کی مجھے آتی ہے یاد
ہمنشین ارباب عالم کی یہ صحبت دیکھکر

چشم دل سے عاصیون کی بھی اطاعت دیکھ لو
زاہدو بھولو نہ تم یہ اپنی طاعت دیکھکر

کنج عزلت نے یہ عالم مین کیا ہے اختیار
اہل دنیا کی شناعت اور عداوت دیکھکر

دولت تنہائی پاتا ہو وہ اوٹھا یا ہے کہ آہ
جی اوچٹتا ہے مرا مردم کی کثرت دیکھکر

عسرت و عشرت کا عالم اپنے آگے ایک ہے
رشک ہم کرتے نہیں اوروں کی حشمت دیکھکر

ہے یہاں زندگی اک ذرا سی نزع کی
سیر دنیا سے ہوئے ہم رنج و راحت دیکھکر

کیون نہو نمکین سخن کرسے رطب اللسان شاید ہدم
حال پر اپنے خدا کی یہ عنایت دیکھکر

## ردیف زای معجمہ

ہوتا ہی مری آہ مین اب اتنا اثر روز — آتا ہی مگر گھر پہ جو وہ رشک قمر روز
ملتی ہی مجھے آپکے جانیکی خبر روز — جاتے ہو جو بن ٹھنکے تم اغیار کے گھر روز
رہتا ہے ترا آٹھ پہر دل مین تصور — اور رہتی ہی تصویر تیری پیش نظر روز
آتا ہی مجھے یاد جو بوٹا سا ترا قد — گلشن مین رولاتا ہی صنوبر کا شجر روز
بس عاشق جانباز کو تو قتل کریگا — تلوار جو رہتی ہی ترے زیب کمر روز
خواہش نہین ہمکو مئی گلرنگ کی ساقی — پیتے ہین غم ہجر مین ہم خون جگر روز
مکتب مین جو وہ طفل سبق پڑھتا ہی جا کر — ہوتا ہی جہان دیکھکے لبن پر وہ زبر روز
عالم کو گمان نوح کے طوفان کا ہوگا — رویا نکر اس طرح سے اے دیدۂ تر روز
لائی نہ کبھی بوئے گل اندام صبا تو — ہوتا ہی ترا کوچۂ دلبر مین گذر روز
کیا نقص ہوا جھکو جو تیرا عشق مین ایدل — اس سودے مین ہوتا ہی ریا تجھکو ضرر روز

ٹھیرا نہ تیری تیغ کے آگے کوئی اے شوخ
اک ہم ہیں کہ رہتے ہیں یہاں سینہ سپر روز

اور جانیکا صیاد کو میری جو گمان ہے
اک قفس میں وہ کتر جاتا ہے پر روز

ہاتھوں سے اس ابرو کی ہے آیا ہوں نپٹ تنگ
اوس کوچہ میں جا جا کے اوٹھاتا ہے پتھر روز

راتوں کو اے میر میں سنوارے ہوئے زلفیں
بتلاؤ تو اس ماہ سے ملتے ہو کدھر روز

کٹتی نہیں اپنی یہ شب ہجر غضب ہے
ہوتی ہے مگر خلق خدا میں تو سحر روز

کیا سچ ہے وہ صحبت ہے کہو مشتاق
روتے ہو جو بیٹھے ہوئے تم گوشہ میں ہر روز

عالم سے جدا ہے تری آواز کا انداز
بھاتا ہے ہر اک دل کو ترے ناز کا انداز

اے مطرب بے مثل نہیں اس میں تصنع
ہے سب سے نرالا یہ ترے ساز کا انداز

ہو کوئی سمجھے مگر بات نہ پوچھے
کیا کیجے بیان اوس بت طناز کا انداز

دل ساختہ گردن کو تہ تیغ جھکانا
ہے قابل تحسین سر جانباز کا انداز

یہ بات کہ مخفی ہے وہ فتنہ لب پر لانا
الزام ہوا ہی طور سے ہمراز کا انداز

ہوں مشتاق سنے وہ
بھی اگر دیکھیں اس اعجاز کا انداز

مفسد کبھی مقبول نہیں ہوتی ہیں شائق
مردود نہ کس طرح ہو غماز کا انداز

تجھسے ملتا نہیں دل کھو لکی دلبر افسوس
ہو اسی بات کا یارو ہمین اکثر افسوس

شکوہ چھیڑی کے گلہ و کا کرین ہم کس سے
نہ ہوا پاس ہمارے کبھی شب بھر افسوس

موہنہ چھپا لیتا ہے وہ دیکھ کے مجکو در پہ
اس ستمگر کا ہمین ہو نہ کیونکر افسوس

غیر نظارہ کرین آ کے سپہرا ای مہرو
ہمسے پوشیدہ ہو وہ روئے منور افسوس

گئی کس شوق سی ہم خواہش دیدار سے وہان
آئے محروم در یار سے پھر کر افسوس

ایسا مغرور ہے کشتوں کی طرف سے وہ ابھی
اوسنے دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر افسوس

نامہ بر مفت میں ضائع ہوئی مجھسے بالکل
تجکو اوس آفت جان کا نملا گھر افسوس

اوسکے ہم شہر میں اوس شوخ کی پتا
ہمکو جنون کی طرح سی ملی پر افسوس

سر ہیان وصل ہے بار گران او قاتل
تیر اکھینچا ہی نہیں میان سے خنجر افسوس

نامہ لیکر وہ گیا قاتل بے رحم کے پاس
پہ سوا جاکے وہان قتل کبوتر افسوس

کیا خطا اسمین جو دی مشک ختن سے تشبیہ
بل کی لیتی ہے تری زلف معنبر افسوس

پیتے ہین شوق سے یان آکے مگر او ساقی
ہمکو دیتا نہین تو ایک بھی ساغر افسوس

آگئی پیری کبھی چین نہ قسمت کا لکھا
جھریان مونہہ پہ پڑین صورت مسطر افسوس

عمر سب فرقت جانان مین گذاری لیکن
نہوا وصل کبھی اوسکا میسر افسوس

افلاک سے ہی اضافہ کہکشان کی طرح
رہتی ہے قدر زمانے مین ہنر ور افسوس

دیر فانی مین عبث ہے جو کری زر کی تلاش
لیلئے ساتھ وہ لیا جنکو تھی گوہر کی تلاش
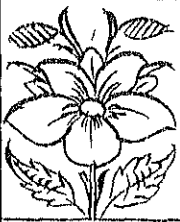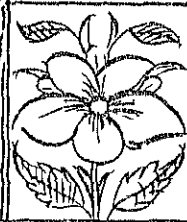
ایکدن تختہ تابوت جو ہوگا بستر
تخت کی مجکو نہ خواہش ہے نہ افسر کی تلاش

خشک ہو جائینگے جب باغ جہان سے سب پھول
پھر بھی کیون بلبل نادان کو گل تر کی تلاش

شمع و گر کوئی ملجای مجھے قسمت سے
پھر عبث ہے جو کرون ماہ منور کی تلاش

عمر بھر خون جگر پینے سے دل سیر ہوا
ہم غلط کرتے کو اب ہے مئی احمر کی تلاش

مجھسے دل خستہ کو تیغ نگہ کافی ہے
نہ کریں آپ ہو مرے واسطے خنجر کی تلاش

سما ہے عالم سے کیا تعلق ہے ہمنے
اب نہ ہم وصل کے طالب ہیں نہ دلبر کی تلاش
ہمنے پوچھا کہ کہاں رہتی ہو تو یوں بولی
تجھکو کیا کام جو کرتا ہے مرے گھر کی تلاش
اپنی ہم جنس کو رکھتا ہے ہر اک شخص عزیز
کرتی ہیں اہل سخن اہل سخن کی تلاش
فضل ایزد سے ہوا گنج قناعت حاصل
ہمکو ہرگز نہیں مشتاق زر و گوہر کی تلاش
جو بادہ کش ہیں بہت ہے انہیں شراب کی حرص
گناہگاروں کو ہو جسطرح ثواب کی حرص
سپید ہیں چہرہ آثار سب بہائی کے
یہ لوگ کرتے ہیں پھر ہیں کیوں خضاب کے حرص
گزر گئے ساتھ جنہیں نشئی کی عادت ہے
تو پھر بجا ہے انہیں بادہ و کباب کے حرص
جب آئے پیری تو گزر گئی سب ہوا و ہوس
کسی طرح سے مٹا نہیں شباب کے حرص
نہ فراق میں آتی نہیں ہی نیند
تو کیا عجب ہے جو ہو ہمیں انکو خواب کے حرص
بلا ہی حق میں بشر کے یہ نفس امارہ ہے
خدا ہی کھوئے بس اس خانماں خراب کے حرص
ہمیشہ پیش نظر رہے اساتذہ کا کلام

ای ترک یعنے الفت خوبان بیوفا
اب یار سے غرض ہی نہ اغیار سے غرض

زاہد تو جا زیارت بیت الحرام کو
ہمکو فقط ہی خانۂ خمار سے غرض

حاجت نہ چتر کی ہی نہ ظل ہما کی اب
ہی ہمکو اوسکے سایۂ دیوار سے غرض

اوسکی رضا پہ چھوڑ دیا ہمنے اپنا کام
اقرار سے غرض ہی نہ انکار سے غرض

کافی ہی کیسہ یہ تن اپنا داغدار
خواہش نہ کچھ چمن کی نہ گلزار سے غرض

میں نے جو اپنا حال کہا اوس سے بول اوٹھا
فرمائیے تو کیا ہی اس اظہار سے غرض

شایق طلب ہے کنج قناعت کی بس مجھے
نے سیم و زر نہ درہم و دینار سے غرض

ردیف طا

کبھی صبر و ضبائم ربط

غیروں سے ارتباط ہی اوس شوخ کو رات دن
لازم نہیں ہی اوس بت نا آشنا سے ربط

ہی خنجر و شمشیر سے ابن نسا کی لازمی
کیونکر نہووے ہمکو صبا و فضا سے ربط

پیدا ہوی مرض عشق علاج اسکا اور ہے
عاشق کے درد کو نہیں ہوتا دوا سے ربط

| | |
|---|---|
| کیون نہ عشاق کو ہو تیری ملاقات سے حظ | جا بجان ملتا ہو اونکو کہ ہر اک بات سے حظ |
| ہم تو ہین رند خوش آتا ہی ہمین کثرت سے لطف | ناصحا کیا ہو ہمین تیری خرافات سے حظ |
| زاہد خشک کی صحبت سے اوٹھے کیونکر | ہی کسیکو کبھی بھلا قرب جمادات سے حظ |
| جیسے دل تجکو وہ پایا نہ ہی دیکھا ہمنے | کچھ کبھی حاصل نہوا ہمکو تیری فرقت سے حظ |
| دلمین کرتا ہو اثر ذکر خدا کے بر حق | اہل ایمانکو نہو کیونکہ عبادات سے حظ |
| فیض زہاد نہین پیر مغان سے افزون | جنکو ملتا ہے بلا اونکی کرامات سے حظ |

زاہدا صومعہ بس تجکو مبارک ہوئے

[illegible]

| | |
|---|---|
| انجمن مین بس اداؤنا سے آتی ہی شمع | حسن اپنا خوب پروانہ کو دکھلاتی ہی شمع |
| رات کو جب بیٹھتا ہی آکی وہ خورشید رو | اوسکے آگے پانی پانی ہوکی جلجاتی ہی شمع |
| ایک پل بھی سامنے اوسکے نہیں لیتا قرار | حال پر پروانہ کی بیطرح جھنجھلاتی ہی شمع |

جلگیا پروانہ پہ پروانے ا
حسن اک ورزہ پہ اتراتی ہی شمع

سر اوٹھاتی ہی تری محفل مین یہ
کسقدر گستاخ ہوجاتی ہی شمع

دیکھکر اوس شعلہ رو کو بزم مین
آتش حسرت سے جلجاتی ہی شمع

خون پروانہ کے بدلے مین ذرا
دیکھہ شامت کو کیا سزا پاتی ہی شمع

ہو تری حسن و ملاحت سے جہان کو فروغ
کہ جیسے مہر سے باعث ہی آسمانکو فروغ

نزاکت اور لطافت جو تجھمین ہی ای گل یہ
ہو کس طرح سے تری آگی گلستانکو فروغ

نہ پہونچی [illegible] تجلی اپنی حق سے [illegible]
ترے طفیل سے میری ہی تن و جان کو فروغ

ہماری آنکھون سے جاری ہی یہ اشک مین پیہم
ہو انکے سامنے کیا قلزم روان کو فروغ

ہمارا قصہ سنا کر تو خوب آتی نیند
آرام کی آگی نہین اوس داستان کو فروغ

اٹھین نہ کیونکہ تمنا ہمارے ہونٹون کی
ترے وجود سے ہی بزم دوستانکو فروغ

ہمارا حال بیان ہو جو بزم ماتم مین
تو ہو وہ گریہ سے بہ نوحہ خوان کو فروغ

خدا کے فضل سے وہ فکر ہی رسا میری
کہ ہر جگہ ہی مری طبع نکتہ دانکو فروغ

مشابہت نہیں ابرو و مژہ تری
اسی سبب سے تو ہی تیغ اور سنانکو فروغ

ہزار شکر ہے شائق ہم اونکی امت مین
کہ جنکی ذات سے ہی روضۂ جنان کو فروغ

[illegible]

ہے مجھے زلف چلیپا کی اسیری مین جنون
چاہیئے پاؤنکو میرے حلقۂ زنجیر زلف

اسپہ حجت کیا رہے کوئی سماعی بات نہ
اعتبار ہی امر ہے ثابت او ر تدبیر زلف

خط آ آ کی ہی ہوا بازار حسن یار سرد
ہاتھ سے ہی تقدیر خط یار پہ تقدیر زلف

زینت زلف معنبر کے لیے شانہ بنا
شمع عارض کے لیے پیدا ہوا گلگیر زلف

دلبر یا سانپ کا ممکن فسون و سحر [illegible]
[illegible] تسخیر زلف

زلف کا نقشہ کبھی ممکن نہیں [illegible] کھچے
مار [illegible] شاید کھچے تصویر زلف

دل کو جو [illegible] ہی اشتہے چہرہ پر نور کا
رات [illegible] ہوتی ہی یہ تاثیر زلف

سحر کرنا دلکو عاشق کی یہ ہے عارض کا کام
پیچ مین پھنسا لینا یہ ہے تدبیر زلف

کیا بلا ہے دام تیری کاکل خمدار کا
ہو گئے چین و بشر و حور و ملک تسخیر زلف

آ گیا آخر قلم مین بال بس خاموش ہو
ختم ہو سکی نہین مشتاق کبھی تقریر زلف

آنکھیں دیکھوں نہ آنکھوں سے اپنی روئے فراق
سنوں نہ کانوں سے اپنی مین گفتگوئے فراق

ابھی سے دل ہے دھڑکتا ہے خیر کرے
کہ مجکو وصل سے آنے لگی ہے بوئے فراق

یہی ہے ورد زبان صبح و شام فرقت مین
کہ تم وصل سے یار گئی گلوئے فراق

بتان ہند کی صحبت سے ہین نفرت ہے
گر انکی وصل مین کرتا ہون آرزوئے فراق

ہمیشہ کوچۂ جاناں کی سیر کی ہمنے
گذر کبھی نہین میرا ہوا بکوئے فراق

ہے مجکو ایک سا وصل و ہجر کا عالم
نہ اتصال کی خو ہے مجھے نہ خوئے فراق

ہمیشہ شغل مجھے شعر کا رہا مشتاق
نہ ذکر وصل خوش آیا نہ گفتگوئے فراق

## ردیف کاف

کیونکر کرے نہ لب کو ہمارے شراب خشک
گرتا ہے سد سے دامن تر آفتاب خشک

وہ تشنہ لب ہوں ذبح جو قاتل کرے مجھکو
ہو جائے میرے حلق سے خنجر کا آب خشک

مجھسے اگر خفا ہو تو کچھ گالیاں بھی دو
سہتا نہیں ہے مجھکو یہ ایسا عتاب خشک

پھر رنگ سے مرے دل بریان کے کباب
ساقی کہیں ملیں گے نہ ایسے کباب خشک

اوڑتی ہیں منھ پہ پھر جو قاصد ہوائیاں
شاید کہ اوسنے تجکو دیا ہے جواب خشک

دریا دلی سے تیری نہایت بعید ہے
ساقی دکھانا پیاس میں جام شراب خشک

معشوق سبکو اس فلک پیر نے دئے
شائق فقط ہمارے لئے گذرا شباب خشک

جو کہ صابر ہیں بدل رنج و بلا کے نزدیک
اجر اوس صبر کا ملتا ہے خدا کے نزدیک

ہے مزہ عشق میں تکلیف اوٹھانیکا مدام
درد اپنا نہیں جاتا ہے دوا کے نزدیک

مہربان حال پہ کر دے مرے اوس مہرو کو
امر دشوار نہیں ہے یہ خدا کے نزدیک

کریں معشوق پہ بیساختہ جان اپنی
کام آسان ہے یہ اہل وفا کے نزدیک

صاف باطن ہین جو کہدیتی ہین کرتے ہین جو جو
ہم تو جاتے نہین سہوا بھی ریا کے نزدیک

جنے درخواست جو کی حق سے ہوئی وہ منظور
رہتی ہی صدق سے تاثیر دعا کے نزدیک

قتل سے جو ہم کرین اور نہ خدا سے وہ ڈرین
دور یہ بات ہے کیا اہل جفا کے نزدیک

حسن ہین گرچہ وہ بے مثل ہی لیکن افسوس
قدر عاشق نہین اوس ماہ لقا کے نزدیک

کرنا توہین کسی شخص کی از راہ غرور
ہی یہ عیب نہایت شرفا کے نزدیک

آخرت مین وہی اچھے ہین جو ہین صاحب فقر
گرچہ قدر اونکی نہین ہے امرا کے نزدیک

شیشہ و جام سے ہی دور و تسلسل موجود
گرچہ باطل ہین یہ دونون حکما کے نزدیک

حق تعالیٰ کی عطا کی ہی اوسی راہ صدا
فکر شایق نہین جاتی ہی خطا کے نزدیک

## ردیف لام

اسلئے کرتے ہین جو بان جہان توقیر دل
اپنے ثابت ہو گئی ہی ہر طرح تاثیر دل

ہے عمارت کا بنانا دہر فانی مین عبث
چاہیئے انسان کو ہر حال مین تعمیر دل

ہین جو تیرے دیدۂ آبا کیون مجھکو کتا ہی سمجھے ما
میری آنکھین کیا خطا ہے نہ تو تقصیر دل

دلمین وہ موجود ہی پر آنکھ سے پوشیدہ ہے ‎ آنکھ کی تقدیر سے افضل ہوا تقدیر دل

مضطرب ہو کر چلا آتا ہی وہ رشک قمر ‎ پر اثر ہے اسقدر یہ نالۂ شبگیر دل

دیکھکر وے تیان قابو مین پھر رہتا نہین ‎ چاہئے کرنا کسی صورت سے تدبیر دل

دل تو دلبر لے گیا از بہر دفع اضطرار ‎ رکھ دو پہلو مین ٹھہر جائے دل تصویر دل

ہاتھ آنا اور چیزون کا تو کچھ مشکل نہین ‎ پر نہین آسان ہے ای ذوق تسخیر دل

شیفتہ ہون اوسپہ لیکن مجھکو کیا کام
سنے شائق تہی پہ ناحق تقریر دل

ہوا ہیچ و بلا مین مبتلا دل ‎ سبب تھا اوس کو ہمنے دیا دل

نہ دو محبوبان کبھی اب میری جان ‎ ہمارا اسلئے تمنے لیا دل

ہوا مضمون زلف شوخ بے مہر ‎ پر اس پیچ پڑا اپنا کہ سال

تو جہ غیر پر ہمسے رکھا لی ‎ نہین ملتا ہی یون ای دلربا دل

خفا ہوتا ہے اور آتا نہین یار ‎ ملا ہی کس قدر بیچیدہ دل

سخن کیسے ہے دشمن بھی اوسکو ‎ پر کرتا ہے ... صدقہ ال

اوٹھائے تابکے فرقت کے صدمے
ہوا ہی پیس سے اپنی خفا دل

تہِ تیغِ ستمگر اُف نہ کی واہ
تجھے صد آفرین صد مرحبا دل

ہوا مقتول اپنی شوق سے تو
اب اسپر چاہتا ہی خونبہا دل

بہت سے چین ہو کر وہ بلا آئے
بس اب سینی کہینچ اک آہ رسا دل

ہوا اسبخلق سے بیگانہ شائق
جو اوس بت سے ہوا ہی آشنا دل

## ردیف میم

آہ مین کس سے کہون حالِ دلِ زار تمام
میر قصہ نہین ہوویگا یہ زنہار تمام

لے خبر جلد اگر مسیحا اسکی
کوئی دم مین یہ ترا ہوتا ہے بیمار تمام

حسن جانسوز نے تیرے یہ اوٹھائی ہی دھوم
کہ حسینان جہان ہوگئے بیکار تمام

گھر سے نکلا ہے تفرج جو وہ غیرتِ گل
ہوگئے رشکِ چمن کوچہ و بازار تمام

سیر نظارۂ رخ سے یہ نہین ہوتے ہین
چشمِ عاشق ہین ہر روزنِ دیوار تمام

دخل کیا بادِ سحر جسم کے اوسکے چہو جائے
گل سے نازک ہے نہایت بدنِ یار تمام

کچھ سیکو نہ ہا دیر و حرم سے مطلب
غم فرقت نے مرا کام کیا آخر کار

شیفتہ تجھپہ ہے کافر و دیندار تمام
ہاتھ ملتے ہی رہے مونس و غمخوار تمام

ہے مگر ناسخ مرحوم کا فیضان سخن
پر پڑھے ہیں شایق کے جو اشعار تمام

دیکھتا ہے تصور میں ہر شب رخ صنم
رات کو یاد کیا کرتا ہون گیسوئے صنم

قتل کا اپنے مجھے غم نہیں ہان یہ ہے ستم
کہ اذیت ہی اٹھائے کہین بازوئے صنم

ہر گھڑی سر لب جو پڑ طرف سرو کی
دیکھ پائے وہ کہین گر قد دلجوئے صنم

تیر ناوک کا سمجھتا ہون میں اوس کی پلکین
دم شمشیر سمجھتا ہون میں ابروئے صنم

دوستو اب تو ہمارا بھی خدا حافظ ہے
ہو گیا ہے پھر اک طرح سے قابوئے صنم

یہ تمنا ہے دم مرگ کسی ...
ہو سر ... تکیہ زانوئے صنم

دیکھ محراب کو بیساختہ چیخا تا ہون
یاد کعبہ میں جو آجاتی ہین ابروئے صنم

آج کیا باد صبا کو ... سے آئی
ہے جو پھیلی ہوئی اب چارون طرف بوئے صنم

... تجھے سب سمجھون ...
آ ملے آکے ہر پہلو سے پہلوئے صنم

مصحفِ رخ پہ ہی خطِ ترجمہ حسن صحیح
حاشیہ رکے کتابی پہ ہی گیسوئے صنم

واعظا بہرِ خدا کر کوئی ایسی تدبیر
تجکو فردوس ملے مجکو ملے کوئے صنم

خلشِ دیر و حرم رکھتے ہیں شائق ہمیرا
دل کبھی سوئے خدا اور کبھی سوئے صنم

## ردیف نون

اوٹھا شائق قلم کو آج حمد کبریائی مین
کہ شہرہ ہو مرے اشعار کا ساری خدائی مین

قلم ہی شمع کافوری سارے روشن فیض سے اوسکے
سوادِ صفحہ کاغذ پہ پیدا صفائی مین

اوہو صلِّ علیٰ روحِ محمد پہ تصدق دل
کہ وہ حضرت شفیع ہونگے حشر کو میری رہائی مین

زبان نامہ سے کرنے لگا مدحِ آلِ پیغمبر
اثر ہو چشمۂ حیوان کا نامہ کی شیوائی مین

کیا ہی شہرۂ عالم مجھے فقر و قناعت نے
ہوا ہی مرتبہ حاصل شہا ہی کا گدائی مین

وہ سنگِ آستانہ اوسکا روح بخشِ عالم ہی
کہ ہی ممتاز کسری جسکے در پہ جبہ سائی مین

تمنا ہی یہ شائق کی ہمیشہ ہو یہ شغل
ستار کی در پہ تھا جبہ سائی مین

رہا اوس بحر خوبی پر مین تشنہ شوق ناتوان برسون
جہتی ثابت قدم پایا گیا ہو امتحان برسون

جو آتش کو چھپا دیکھا ہی تصویر مین تو مینی بھی
یونہی الفت کو جانانکی رکھا تن مین نہان برسون

مین وہ برگشتہ دوران ہون جو سیاحی مین آجاؤن
پھری گردش کوکب پہ پھر گرد آسمان برسون

شراب شوق پی لی میکدہ مین خشت تن کر
رہا مانع اگرچہ مجکو وہ پیر مغان برسون

وہ ہون مجنون شوریدہ ہوئے الفت جو وا منگر
تو وحشت مین گریبان اوڑائین دہجیان برسون

سرا نہ ہی یا گلزار رشک خلد داغون سے
نہ آئی یا الٰہی اس چمن مین یہ خزان برسون

سدہا سے جو عدم کو نام اپنا چھوڑ کر مشتاق
عبث ہی ڈھونڈتا اونکو نہ پائے گا نشان برسون

ہی غضب الفت نہین کچھ اوس بت بے پیر مین
جس طرح ہوتی نہین ہی بوئی گل تصویر مین

مرغ دل کو تاک کی تو صید کر ابرو کمان
دور رہتا ہی ہدف سے سو بھی جس تیر مین

جوش وحشت پر وہ ہی مجبور اندنون ای ہمنشین
پاؤن رہتا ہی نہین اب حلقۂ زنجیر مین

تھا یہ شوق قتل جب قاتل نے اوسکو کیا
بس صدا شکر کی پیدا ہوئی نخچیر مین

لب نبات و قند یا تیرے آگے کچھ فروغ
دی خدا نے ایسی شیرینی تری تقریر مین

قتل ہو کر پھر حیات تازہ پاتا ہے قتیل
ہی عجب تاثیر قاتل جوہر شمشیر مین

زلف کا خم کبھی نہین جاتا تعجب ہے مجھے
کس طرح بل پڑ گیا ہے آہ کی تاثیر مین

کاکل جانان مین جا کر پھنس گیا عاشق کا دل
دانۂ زنجیر تھا اس مرغ کی تقدیر مین

سیکڑون لکھے نہ آیا ایک خط کا بھی جواب
سحر آخر ہو گئی شائق مری تحریر مین

تیغ ابرو لگ گئی ہی دل پہ کاری اندنون
زعفرانی ہو گئی رنگت ہماری اندنون

پیرہن مین جو نہین پھولے سماتے اہل عشق
لائی ہے کیا بوئے گل باد بہاری اندنون

ابر تر میرے مقابل ہو یہ کیا اوسکی مجال
کر رہا ہون پھر مین وہ اشکباری اندنون

غیر اوسکی زلف مین کرتا ہی شانہ اور یہان
سر پہ تیغ چل رہی ہی ایک آری اندنون

اوسنے برچھی پہ باندھی ہی کمر بس خیر ہو
کام کچھ کرتے نہین ہی آہ و زاری اندنون

جان کا بچنا بہت مشکل نظر آتا ہی اب
حکم قتل عام ہے قاتل کا جاری اندنون

صورت اپنی تو کسی صورت دکھاتے ایکبار
ہوتی ہی معلوم کیا صورت ہماری اندنون

خاک کوئی یار ہی خاک شفا حق مین مرے

صبا آتی ہو نسبت تیری تجھسے ہی پیسا ز و فن
کہ لیکر ڈال دینا خاک میری کوی جاناں میں

ہمارے اختر طالع کو کیوں برگشتگی ہوتی
اگر ہوتی نہ گردش گنبد گردون گردان میں

ہزاروں پیرہن میں چاک کیساعت میں ہوتے ہیں
تجھے ایسا پڑا گیا ہے کیا انس دست گریبان میں

ہوئی ہے خود بخود نفرت سے مشتاقوں ہمیشہ سے
پئی تفریح اب جاکر رہونگا انگلستان میں

رسن میں دار کے جو آدمی کا حال ہوتا ہے
بعینہ دل کا عالم ہے وہی زلف پریشان میں

یقیں ہے شاعران فارسی بھی مدح گویا ہوں
غزل یہ تیا گر پہونچے کسی صورت صفاہاں میں

جو مضمون جس میں ہیں انشا طبع کا یارو
غزل ایسی نکلی گی کوئی شاید ہی دیوان میں

بی دھڑک کوچۂ جاناں میں گذر کرتی ہیں
ہم جو کچھ کرتی ہیں بے خوف و خطر کرتی ہیں

دیکھکر قد کو تری چشم کو تر کرتی ہیں
ہم اسی آپ سے اپنے تئیں پر کرتے ہیں

گاہ نظارۂ رخ گاہ سر زلف کی دید
ہم بسر اپنی یونہی شام و سحر کرتے ہیں

اپنی دامن کی تو کیا اصل ہی قیمت گریہ
دامن کوہ ہم اشکوں سے تر کرتے ہیں

ہم تری یاد میں اے ماہ لقا با صد رہ
نالۂ نیم شبی آہ سحر کرتے ہیں

لوٹتا ہون خاک پر درد دل بیمار سے
جان بلب ہون انتظار شوق عیسیٰ دم مین ہون

طوق و زنجیر و سلاسل کی مجھے کیا احتیاج
مین تو خود ہی قید تار کاکل پر خم مین ہون

صورت عنقا مین شائق گو نظر آتا نہین
یہ ظاہر ہے کہ مین مشہور اک عالم مین ہون

ہمنشین اوسکی خبر آتی نہین
زندگی اپنی نظر آتی نہین

ہے قناعت سے مجھے ربط کمال
طمع میری سوے زر آتی نہین

رات ہو جاتی ہے اپنی روز حشر
روبرو شکل سحر آتی نہین

آپ ہین مجھسے جفا سے خفا
زندگی کیا ہون بسر آتی نہین

نالۂ بے لطف سے کیا فائدہ
لب سے آہ پر اثر آتی نہین

نقد جان سے ہے لازم انفعال
شرم کچھ تمکو مگر آتی نہین

اہل دنیا خود ستائی کے ہین
اور خوشامد ہمکو آتی نہین

ہے کمر با قدرت پروردگار
وہم مین اوسکی کمر آتی نہین

خیر ہمکو آئی ہے شائق پسند
شکر ہے جو ہمکو شر آتی نہین

لازم ہمین شکایت چرخ کہن نہین
وہ کون ہی شکنجۂ رنج و محن نہین

دریائی من جوش سے ہی موجزن ہوا
پیشانئ صنم پہ پڑی یہ شکن نہین

دشمن کو بھی برا کہین ہم چہ جا دوست
رنجش کرین کسی سے یہ اپنا چلن نہین

خانہ بدوش جو کہ ہین اونکا ہی یہ کلام
غربت مین وہ مزہ ہی کہ یاد وطن نہین

جان بر جبین نہ ہمسے کہین ہو زلف یار
منظور سلسلہ ہمین شیر ختن نہین

عشاق کی ہوئے ہین یہ تار نگاہ جمع
پردہ مین یہ بندھی ہوئی اوسکی رسن نہین

سینہ کو تونے تختۂ گلزار ہو گیا
ہمکو ذرا بھی خواہش سیر چمن نہین

جی مین ہی چلکے کوئی نیا ملک دیکھئے
اب قابل قیام یہ دیر کہن نہین

برج شرف سے شمس کی پھیلی ہوئی یہ شعاع
محرم کے گرد اوسکے لگی یہ کرن نہین

شائق نداو باج سے موقوف کر سخن
بالفعل گو زمانہ مین قدر سخن نہین

کچھ لگی ہی آگ سی جو دل میں جو سہا
یاد آتش نیر کا عالم ہی ہر ناسور مین

عاشق و معشوق مین جلوس اتنا ہی فرق
فرد نار کے جسند ستونا ہی ناسور مین

صحبت خوبان عالم چھوڑ کر احمق نہین
زاہد قبر پا کرو تم یہان خیال حور مین

چاندنی شب کرون موزون سخن رنگین و صاف
زلف کا مضمون لکھونگا شب دیجور مین

پانکی سرخی کلی سے جب نظر آنے لگی
شب ابھر سرخ سمجھے شیشہ بلور مین

داغ دلکی دو تو مہر دوا کرتے ہو گرہ
ڈال دو بال سمندر مرہم کافور مین

عکس رخ انکے مین پھر مجکو آیا ہے نظر
یہ جھلک موسی نے کب دیکھی تھی شمع طور مین

ہو گیا ہی محو دل سے شغل شعر و شاعری
ہو نہین خود رفتہ خیال ناسخ مغفور مین

سینہ سوزان مین میرے دلکی یہ صورت ہوئی
ایک نقطہ جسطرح ہو خانۂ معمور مین

خانۂ دو چیز کا دنیا مین شاید ہو گیا
خاکساری مجھ مین ہے نخوت منصور مین

ایک مدت سے مجھے درد جگر ہوتا نہین
لعنت ہے اب کوئی حسین مد نظر ہوتا نہین

آہ کا اپنی ذرا اوسپہ اثر ہوتا نہین
اوسکا اس جانب کبھی سہوا گذر ہوتا نہین

ہو گئے مائے کمر کا دھیان ہی مجکو بال
کون کہتا ہی یہان مو کمر ہوتا نہین

عشق کی بازار مین جنس محبت مول لے
یہ وہ سودا ہی کبھی جسمین ضرر ہوتا نہین

خشم جانان دفع ہووے نیسے میرے کسطرح
شعلۂ رخسار کو پانی کا ڈر ہوتا نہین

نفع پہونچا خلق کو حاصل یہی ہی زیست کا
وہ شجر کس کام کا جسمین ثمر ہوتا نہین

حسن تون ہی مین مو سکندر و دارا و جم
سیر دنیا سے غرض کوئی بشر ہوتا نہین

چرخ کا شکوہ نکر حاصل نہو گر کام دل
رنج کیا اسکا نفع نہ دے اگر ہوتا نہین

طعن ناصح غفلت دنیا مین مجھپر ہی عبث
کون ہی جو میکدہ مین بیخبر ہوتا نہین

زخم دل جو ہی ادب سے وہ بس محفوظ ہی
نخل موم دیکھ لے زیر تبر ہوتا نہین

انجماد جو سین ہون مجتمع ممکن نہین
دیکھ لے کر شمس ہوتا ہی قمر ہوتا نہین

رنگ فق صبح جدائی کا مری کیونکر نہو
چاک کب آہون سے دامان سحر ہوتا نہین

خشک مغزی ہو گئی ہی آج کل شاید چھپا
اندنون ثبت جو موزون شعر تر ہوتا نہین

گوہر مضمون نکلتے ہین مگر سے آبدار
جبکہ دریائے طبیعت جوش پر ہوتا نہین

طبع حاضر ہو نہو پر شعر کہتا ہی خسرو
اہل فن تا ہیں ای شائق نہ مر ہوتا نہین

مدعی تجھکو وفا سے اور مین ہون
تیری طرز جفا سے اور مین ہون

ہے یہ صحرائے جنون واسطے اپنے ہمکو ‎— ہم بھی موسی کی طرح دید مکرر کرتے ہین

کیون طبیعت ہے یہ بالعکس زمانہ اپنی — عیب کھلاتی ہین پوشیدہ ہنر کرتے ہین

یہ قفس نہین اسیر غم عشق کی ہے — نفس سرد سے ہم خاک کو زر کرتے ہین

دیکھ لیتے ہین تجھی دیدۂ دل سے ہم بھی — تیر نظارہ ترے رخ کا اگر کرتے ہین

پوچھ ناسخ سے یہ مشتاق کہ عدم مین کیا ہے

لوگ دنیا سے جو دن رات سفر کرتے ہین

داغ دل روشن رہے مجھکو کام گلشن سے نہین — تخم گلزار تو بہتر مرے تن سے نہین

ہے یقین جاؤ کہ بعد از مرگ بھی پہچان جان — چھینٹی کی خاک میری پیرہن سے نہین

زخم صوری ہو تو ہو سکتا ہے اوسکا کچھ علاج — چاک دل سلنے کا سینے کی سوزن سے نہین

ہون مقید حلقۂ زلف سیاہ یار کا — قید کی حاجت مجھے زنجیر آہن سے نہین

دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے میرے عشق کا — سخت مشکل ہے کہ ہین واقف کچھ اس فن سے نہین

اسلئے افزون ہے سوزش تیرا ہی رشک ہے — بزم کو میری غرض کچھ شمع روشن سے نہین

اوس زلیخا سے کہتا ہون قصہ یوسف — ہین تولے کا کبھی کم ایک رتی سے نہین

لون قیدیون سے مین کسطرح قصاص اے ہمدم
چین دیتی ہی مجھے گردش ایام نہین

ہنسکے فرمایا کیا تمنے جو بوسہ کا سوال
سائل ایسا تو کبھی قابل انعام نہین

گھر سے بیزار رہا اور عرصۂ صحرا بھی تنگ
دل بیتاب کو اپنی کہین آرام نہین

تر ہے دامن مئے گلگون سے تو کیا جامۂ خضر
سبز الملبوس ہین کچھ جامۂ احرام نہین

دام کاکل مین تری جو کہ گرفتار رہے
پختہ مغزان محبت مین وہی خام نہین

مین بھلا خاک کرون سیر و تماشا چمن
شدت ضعف سے یان طاقت یک گام نہین

ہے شب تار جدائی کو نہین میری سحر
جس طرح روز قیامت کے لئے شام نہین

تا ابد گو یہ چھٹتا ہی نہین ہو فرقت سے
ثاقب اس عشق کے آغاز کا انجام نہین

سرو سا آزاد گو مین گلشن عالم مین ہون
نخل ماتم کیطرح پر محفل ماتم مین ہون

اوسکا مضمون کمر آتا نہین کچھ ذہن مین
ایکمدت سے مین فکر معنی مبہم مین ہون

بے سبب مجھسے خفا وہ تند خو ہے اسلئے
منتشر اس زلف عنبری کی کیفیت کم مین ہون

ق
پوچھتے ہو حال کیا مجھسے تجھے پروا کا
کیا کہون مین کس آفت مین کس غم مین ہون

تری زلف رسا ہے اور مین ہون × یہی کالی بلا ہے اور مین ہون

صدا سے گل یہی ہے فصل گل مین × گراب چاک قبا ہے اور مین ہون

نہ اوٹھونگا مسیحا در سے تیرے × یہی دارالشفا ہے اور مین ہون

کرونگا چشم دل کا اپنی سرمہ × بس اوسکی خاک پا ہی اور مین ہون

کبھی لائی نہ مجھ تک بوے جانان × نگر باد صبا ہی اور مین ہون

نہین ہے غیر کا یان ذکر ہرگز × فقط چرچا ترا ہی اور مین ہون

مجھے محروم رکھا وصل کی شب × تری شرم و حیا ہی اور مین ہون

ہوا ہے خون جگر دونون کا شائق × غرض برگ حنا ہے اور مین ہون

وہی یان جلوہ گر ہے اور مین ہون × وہی پیش نظر ہے اور مین ہون

اگر ہے قتل میرا تمکو منظور × تو بس حاضر یہ سر ہے اور مین ہون

عدم سے ڈھونڈھ کر لاؤنگا اوسکو × ترا موے کمر ہے اور مین ہون

نہ ہو پہلو بہ پہلو میرے یان کوئی اور × دل شوریدہ سر ہے اور مین ہون

سیہ خانہ ہے اس عاشق سے روشن
کہ وہ رشک قمر ہے اور میں ہوں

علم کر شوق سے شمشیر اپنی
مرا سینہ سپر ہے اور میں ہوں

رلاتا ہی ترا قامت چمن میں
صنوبر کا شجر ہے اور میں ہوں

نہیں آتا جو میرے گھر پہ وہ ماہ
اب اوسکا رہگذر ہے اور میں ہوں

شب وصل صنم میں بول اوٹھا وہ
دلا مرغ سحر ہے اور میں ہوں

نہ آیا پاس شائق کے کسی دن
یہ آہ بے اثر ہے اور میں ہوں

ستمگر ہو تو بجز خفا وہ سے نہ کیوں ہو

جس سے ہوں ہزاروں عاشق جانباز ہم
شہرہ آوے کیوں نہ عالم میں اگر کچھ نہ ہو

ہم تجھے چشم تصور سے دیکھیں گے مدام
ای پری پردا لاکہ پردہ تو اندر کیوں نہ ہو

سیر کرنے کو لئے جب ہم وہ جاتی باغ میں
گل خوشی سے بول اوٹھے جامہ سے باہر کیوں نہ ہو

جوش گریہ کو ہمارے دیکھ کر وہ ہجر میں
پانی پانی شرم سے ابر بہمن کیوں نہ ہو

ہی قیامت کا اثر تیری خرام ناز مین
دو قدم جس جا چلے پھر وہان محشر کیون نہو

اس نزاکت کو گل رعنا کی دیکھو تا سہے
پہولون کا اوسکے بدن پر گرچہ نشتر کیون نہو

زرد رہتا ہی رخ عشاق وہ انجم مثل زر
پھر بھلا افسانہ مین ہر مفلس تونگر کیون نہو

می کبھی ہو مینا کبھی ہو اور ساقی گلگون کبھی
جب مہیا ہو یہ سب پھر دور ساغر کیون نہو

بیٹھ کر پہلو مین دم بھر لے لیا دل کو مرے
پھر کبھی سہوا نہ پوچھا واہ دلبر کیون نہو

صاف ہو جو دل کدورت سے تو پھر امر پاک ہو
پھر سے بہتر کہین وہ دل منور کیون نہو

شوق یا مجکو سر خرو ہونیکا تہا حد سے زیاد
قتل پر آمادہ میرے وہ ستمگر کیون نہو

پردہ مین ہم پاوین موتی واسون کے جوا
گر کے اشک آنکھون سے اپنا رشک گوہر کیون نہو

ہر بال اگرچہ ہم پہ ... کے زبان ہو
اٹھا سے الٰہی کا نہ کچھ شکر بیان ہو

پھر بیستہ کی امید ہو کس طرح سے یارب
در شان سے بچا جو مراد من جان ہو

ہر چند کرے جور و جفا قاتل بیرحم — لازم ہے کہ لب پہ نہ کبھی آہ و فغان ہو

حالت جو ہوئے وصل کے ہم اوسنے تو بولے — کچھ خیر تو ہے جان کی اسوقت کہان ہو

کیا لطف ہے ہو شیفتہ و غیرت جان سے — اے دوست جنکی نہ گھر ہو نہ وہان ہو

یہ خون شہیدان ہے لب یار پہ ٹپکا — ہم شعر لگاتے ہین اگر سرخیٔ پان ہو

بینا ہے اگر آنکھ نظر آئیگا اوسکو — سو پردہ مین ہر چند کہ وہ نور نہان ہو

چھپتا ہے چھپائے سے کہین عشق رخ یار — گو اوسکو چھپائے کوئی لیکن وہ عیان ہو

افسوس وہ بت رام رقیبون کا ہوا ہے — ناقوس کی مانند نہ کیون لب پہ فغان ہو

جب چشم سیہ اوس گل تر کی ہوئی بیمار — پھر آنکھ مین نرگس کے نہ کیونکر یرقان ہو

گر سینہ کو تاکا ہے نظر سے یہ ہی تو کر لو — گت تیر وہ سیدھا چلے جو مثل کمان ہو

آیا کیا تمہین ڈھونڈھا نہ ملے دیر و حرم مین — پھرتے ہو کدھر جا کے یہان ہو نہ وہان ہو

تم دیکھنا ابرو و مژگان کا اشارہ — جب ہاتھ مین اوسکے نہ شمشیر نہ کمان ہو

ہے فرقت جانان مین عجب نزع کی حالت — جلد آؤ فدا تا اوس پہ روح روان ہو

معشوقوں کی خوبی یہ ہے کہ ہون شہرۂ آفاق — عاشق وہی سچا ہے جسکے نہ نام و نشان ہو

آجائے نظر جب کبھی وہ ابروے خمدار
شائق ہیں کیونکر نہ مہ نو کا گمان ہو

کام کیا حور و پری سے ترے دیوانہ کو
رشک فردوس سمجھتا ہی وہ ویرانہ کو

سانپ لہراتے ہیں حسرت سے مری سینہ پر
دیکھتا ہوں میں تری لٹ میں جو شانہ کو

دل پھسا زلف چلیپا میں تری خوب ہوا
پابزنجیر سمجھے کرتے ہیں دیوانہ کو

تیوریاں کیا ہی چڑھاتا ہی وہ برہم ہوکر
اوس سے کہتا ہی کوئی جب مرے افسانہ کو

تو وہ گل ہی کہ اگر باغ میں گذرے اکدم
بلبلیں چھوڑ دیں گلزار کے کاشانہ کو

تری شمسہ کا ستارا ہی یہ خورشید فلک
ہمسری ڈرسے ہی تسبیح کے ہر دانہ کو

حلقۂ چشم سیاہ ہیں اور آنسو ہیں شراب
لوں نہ ساقی سے کبھی بادہ و پیمانہ کو

چھیڑتا ہوں میں تو کس ناز سے کہتا ہی وہ شوخ
آگ لگجائے بس ایسے ترے یارانہ کو

اتنی صحبت بھی ہوئی اوسکی میسر ہمیں
وصل جس طرح کہ ہو شمع سے پروانہ کو

وہان کا بیہوش سنبھلتا ہی نہیں تا لب گور
کوچۂ یار سے نسبت نہیں میخانہ کو

تنگ وحشت نے کیا شہر سے مجھکو شائق

[illegible]

یوں رہتے ہیں آوس تیرے گلزار میں ہمیشہ
خار جس طرح ملا گل سے ہو گل خار کے ساتھ

ہوئی تسکین دل زار نہ ہی وعدہ کیا
بوسے انکار چلی آتی ہی اقرار کے ساتھ

تب مسرت ہوئی دل کو کہ امی رشک قمر
وعدہ وصل بھی ہو وعدہ دیدار کے ساتھ

گل بنا دیکھنا اک فرلہلی کا ایجان
پیر کاوش جو کیا کرتے ہو اغیار کے ساتھ

میرے نزدیک ثابت ہی نہیں کر سکتا
ہمسری ظل ہما سایۂ دیوار کے ساتھ

یہ بھی ممکن ہی کہ جب اشک مرا جوش پہ آئے
سامنا ابر کرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

میں تو سو جان سے قربان ہوں تجھ پر اے ماہ
دشمنی کیوں ہی تجھے میرے دل زار کے ساتھ

وہ قدم چلنے سے ہوتی ہی قیامت برپا
حشر رہتا ہی مگر آپ کی رفتار کے ساتھ

ایک دو کا تو ہی لیا ذکر ہزاروں لاکھوں
پیدا ہوتے ہیں مرض عشق کے آزار کے ساتھ

[illegible]
گل کو [illegible]

گرد عشاق ترے رہتی ہین یون سیم بدن | جیسے محتاج رہا کرتے ہین زر والے کے ساتھ

رہے ہے سرسبز سخن اونکا ہر اک محفل مین
انس جو رکھتی ہین شائق ترے اشعار کے ساتھ

عارض ہی ترا مہر درخشان سے زیادہ | کاکل ہی تری سنبل پیچان سے زیادہ
طوفان ہو سے شکوہ نکا تری ہجر مین اشرف | اوٹھیگا کہین نوح کے طوفان سے زیادہ
پہیلی ہی ترے رخ پہ جو یہ زلف سیہ فام | کافر نظر آتے ہین مسلمان سے زیادہ
ہر چند کہ گہر گہر کے یہ برسیگا بہت ابر | کیا ہوگا مرے دیدۂ گریان سے زیادہ
گلگشت چمن مین جو نہین وہ گل رعنا | گلشن ہی مرے واسطے زندان سے زیادہ

پہلو مین جو اک مہر پیغمبر ہی شائق
شوکت ہی مری آج سلیمان سے زیادہ

دیکھا بوندیل کھنڈ کو ہی ایک بن سیاہ | وہان کی زمین سیاہ ہی ہر گھن سیاہ
عنصر وہان کی چار نکی چارون سیاہ ہین | خاک و ہوا و آتش و آب و چمن سیاہ
جنگل کو اوس نواح مین لیجا کے گر کوئی | ہو سیاہ [illegible]

کافور اوس جگہ کا کلونجی سے کم نہین
ہر چیز وہان ہی صورتِ مشکِ ختن سیاہ

اوس ملک نابکار مین البتہ چاہیے
رکھتا ہو بخت جو کہ غریب الوطن سیاہ

اول تو اوس زمین سی گل و لالہ کیا اوگے
شاید کہین جو ہو تو چمن کا چمن سیاہ

جو پہول وان زمین سی اوگا سو ہی اوگا
حتی کہ لالہ و گل سرخ و سمن سیاہ

جو لوگ اوس جگہ بضرورت مقیم ہین
کرتے ہین صبح و شام وہ رنج و محن سے آہ

ہی ساکنین شاحسن کا وہان کے یہ حال بد
منہ بھی سیاہ قلب بہی ہی بدن سیاہ

انسان کا کس طرح سی لگی اپنی جا پہ جی
شائق ہون جس آب کے سب مرد و زن سیاہ

ستم او ظلم یہ یہان سر اوٹھائے جسکا جی چاہے
نظر سے اوسکی اپنی گر گرائے جسکا جی چاہے

ہمین فدا خدا پہ ہی بہروسا خوبرو کیا ہین
صنم کو مہربان اپنا بنائے جسکا جی چاہے

سنا ہی آج اوسکی گہر مین ہی اغیار کا مجمع
نہین جانیکے ہم تو وہان پہ جائے جسکا جی چاہے

نشانہ اپنی سینہ کو بنایا عشق مین ہمنے
ہدف تیر پر اپنا آزمائے جسکا جی چاہے

اگر چاہی کبھی صورت میسر وصل دلبر ہو
تو اوسکے ہجر کی صدمے اوٹھائے جسکا جی چاہے

بہت اغیار کو دعوی ہی اوسکی مہربانی کا
لو ہم آتے ہین وہ دیکھین بلائے جسکا جی چاہے

نہین پروا ہمین اہل زمانہ کی کہچائی ہی
دل شائق کو نظرون سے گرائے جسکا جی چاہے

آہ وزاری تجھی بیدل کبھی ایسی تو نہ تھی
واقعی الفت کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

بزم مین رات تری رعب سے او پردہ نشین
بات کرنی ہمین مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

وجہ کھلتی نہین اسحان طبیعت میری
جیسی اب تجھپہ ہی مائل کبھی ایسی تو نہ تھی
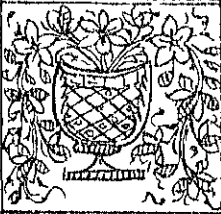
چاہتا ہی دہن زخم مرے لی لیکر
تیغ کھینچی تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

مجمع غیرونکا نظر آتا ہی یان حد سے زیادہ
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

سچ بتادے مجھے شائق کہ طبیعت تیری
ہیچ اشعار مین کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

سخت حیران ہوئی ہین شائق کہ یہ کیا پیچ پڑا

[illegible]

جیسے میری آہ مین تاثیر آدہی رہ گئی — تیری بہی الفت بت بے پیر آدہی رہ گئی

زاہدا اناو نصیحت کی ہی تونے اسلئے — میکشونکی آنکہ مین توقیر آدہی رہ گئی

جوش وحشت نے جو پہیرا ہاتہ اپنا پشت پر — کٹکے میری پاؤن مین زنجیر آدہی رہ گئی

ہوچکے تہی آج توہم قتل اوسکے ہاتہ سے — میان سے کہنچکر مگر شمشیر آدہی رہ گئی

زلف تیری تاکمر پہونچی نہ پہر آگی بڑہی — سورۂ والّیل کی تفسیر آدہی رہ گئی

آج راضی ہوگئی تہی آگیا دشمن وہان — وصل کی آدہی ہوئی تدبیر آدہی رہ گئی

خاک کوئی یار ہاتہ آئی تو ای شتابا — فضل حق سے خواہش اکسیر آدہی رہ گئی

رات کو ہوویسی جو وہ مہر گہر تک پہونچے — شکر حق ہی مرے نالے تو اثر تک پہونچے

مجکو دعوی تہا کہ زلفین مری ہونگے دراز — کچہہ نہ پہونچے تری گیسو کمر تک پہونچے

ہم نہ پہونچے نہ سہی یار تری زلفون مین — حضرت دل تو اوہجکر تری سر تک پہونچے

رحم کہا کر وہ آ و چوم لی آنکہون سے لگاسے — دل غمناک جو اوس شاک قمر تک پہونچے

تو وہ ہم وکہ انجم ہین تری سامنے کیا — تیری چہرہ کے جو [illegible] کو نہ قمر تک پہونچے

خوشنما اور ہوا چہرہ وہ خط کے باعث
حسن قرآن ہی اگر زیر و زبر تک پہونچے

بال کیونکر کہوں اوس گل کی کمر کو وہ تو
اتنی باریک ہے جسکو نہ نظر تک پہونچے

میری مرنیکا تو اک شور تھا عالم میں بپا
حیف صد حیف کہ تمکو نہ خبر تک پہونچے
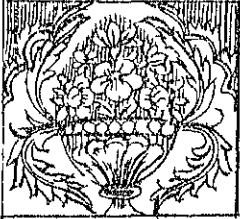
نامۂ شائق نے جو قاصد کو دیا وہ بولا
کسکی طاقت ہے جو اوس شوخ کی در تک پہونچے

کہنا زبان سی حالتِ دل کیا ضرور ہے
اللہ تو علیم بذات الصدور ہے

تمکو جو اپنی حسن پہ بیجا غرور ہے
بندہ بھی فضلِ حق سے نہایت غیور ہے

دنیا کی احتشام پہ جسکو غرور ہے
کچھ شک نہیں کہ عقل میں اوسکی فتور ہے

ہر چند عفو کچھ کہ بیان میں نہیں مگر
غفار سے توقعِ عفوِ قصور ہے

کیا پوچھتے ہو حال دلِ زار اسی تو
سنگِ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہے

دنیا کی زندگی کو سمجھتا ہی ہیچ و پوچ
جسکو حصول رتبۂ کشف القبور ہے

ہر چیز میں جو قدرتِ صانع ہی دیکھتا
وہ شخص اہل ہوش ہے اور ذی شعور ہے

ہر آفتاب سے تو وجہ جدا اثر
اور بات سے بات نہیں دور ہے

ہے نور پاک کی یہ تجلی بغور دیکھ — شمس و قمر مین جلوہ نمایہ جو نور ہے

اللہ کا ہی مورد الطاف بے گمان ہے — عالم مین جو بشر کہ صبور و شکور ہے

صورت کو اوسکی دیکھ کی بے مثل و بے نظیر — کہتے ہین اہل دید پری ہی کہ حور ہے

اللہ رے براقت داغ دل حزین — یہ روشنی مین رشک دہ شمع طور ہے

پیتا ہون خون دل غم فرقت مین رات دن — مجکو یہی بجاے شراب طہور ہے

جب آنکھ بند ہو گئی پھر کیا ہی غم غم — اکدم مین طی ہی راہ عدم گرچہ دور ہے

مین حال کیا کہون شب تار فراق مین — نالہ یہ ایک ہمسر آواز صور ہے

ہر روز مین تو آتا ہون آتی نہین ہین آپ — اچھا صاف صاف کہی یہ کسکا قصور ہے

کشتے تو قتل گاہ مین ہین سیکڑون مگر — دو چار زخمیون کا ابھی ہونا ضرور ہے

وعدہ کیا ہی وصل کا اوس شوخ نی جو آج — خاطر کو انبساط ہی دل کو سرور ہے

سہو و خطا سی کیا کوئی محفوظ ہو سکے — وہ کون سا بشر ہے کہ جو بی قصور ہے

خوش نصیب مثل اوسکی نہین دوسرا کوئی — جسپر کہ مہربانی و لطف حضور ہے

داخل ہوا جو امت خاص رسول مین — پھر کیا اوسے مخافت یوم النشور ہے

امید مغفرت کی نہ کیوں عاصیوں کو ہو
شائق خدا کی ذات رحیم و غفور ہے

شک کو تیرے جو وہ پیدا ماہیں گھر لے گئے
پھر تو کیا کیا بدگمانی لوگ پھر لے گئے

سنکے شہرہ زلف کا تاتار و چین ہرن
کاکل پیچاں سے تیری مشک و عنبر لیگئے

فصل باراں میں ہی بھر سرشک چشم سے
بارہا ابر بہاری چھاگلیں بھر لے گئے

گل چمن میں نونہال سرو قد کو دیکھ کر
رشک کیا کیا دل میں شمشاد و صنوبر لیگئے

میکشوں سے جالگے زاہد و قت سیاہ
آکے میخانہ میں وہ مینا و ساغر لیگئے

ہم نہ مانینگے کیا انکی کوئی جادو ضرور
ورنہ تم دلکو مری پہلو سے کیونکر لیگئے

ظلم سے چرخ فلک کے عشق میں اہل جنون
حسرتیں کیا کیا جہانسے اپنی لیکر آگئے

باتوں باتوں میں اوڑا اپنے خاطر میں وہ لائے
نذر کی خاطر جو ہم دل لے آئے تو لیگئے

ہونگے کشتے بیگناہ لاکھوں ہی اتنے دیکھئے
آج تو پھر ہاتھ وہ بالا سے خنجر لیگئے

قرض مجکو ایکدل کا دیکوئی بہر خدا
ہے بتان شوخ ادا دل جگر آکر لیگئے

جبرئیل کے ساتھ جائیگا شائق ہو یقین

نہ میخانہ سے مطلب ہے نہ مے سے ہے غرض ہمکو
پئے دیدار ساقی خانۂ خمار میں آئے

مے الفت پلا دے ساقی مشفق نے جب بھر کر
تو کیونکر نشا پھر اوسکا نہ مجھ سے شمار میں آئے

کبھی وہ باغصہ اری چل تو ہوے جا
کبھی بوسہ یا لب کا بہت جو پیار میں آئے

خدا کیواسطے ای بت چھپا مت منہ مرے گہر
ترے در پر فقط ہم خواہش دیدار میں آئے

مری اشعار نکرے کیا ادس عشق نے ہمکو
ہمارا ہے یہ منہ شائق ترے اشعار میں آئے

راہ میں لیٹوں کمر سے تیری اے جان تو سہی
کہول کر دل کا نکالوں ارمان تو سہی

منہ چھپا پھر ایک بوسے کے لئے او نونہال
چوم لوں پیرہن میں سینہ پنہان تو سہی

دست وحشت نے کیا ہے چاک پیراہن مرا
پہاڑ ڈالوں دامن کوہ و بیابان تو سہی

جس طرح کاکل نے تیری مجھکو ڈالا پیچ میں
تو بھی ان الجھن سے دل کی پریشان تو سہی

گرچہ صبا باغ میں آئی نہیں پہنچا وہ گل
منہ پہ دیکھ کر لوں گلستان تو سہی

گر کبھی جلوہ نما ہو بام پر وہ آفتاب
منہ چھپالے ابر میں مہر درخشان تو سہی

رنگ لالہ کا تو کیا ہے لعل لب کے روبرو
خون ہوکے ہو خجل لعل بدخشان تو سہی

چمکی افشان اپنی ماتہی پر یہ جہڑ نے کہا | فوق لیجائی ستاروں پر یہ افشان تو سہی
میری ارزو پر تو ہنستا ہی بہلا اے سنگدل | گور پر کل آ کی میری تو ہو نالان تو سہی

گرچہ اپنی اوسے انکار ہی شائق مگر
ایکدن وہ آپ آ کر ہونگے مہمان تو سہی

خدا سے ہجر مین مینے دعا کی | دکہا صورت مجہی وصل لربا کی
جدا ہونا تہا جو مرضی خدا کی | نہین ہمکو شکایت دلربا کی
ہمیشہ آپ نے جور و جفا کی | ہوئی لیکن نہ ہم زنہار شاکی
کہا مشک ختن زلفونکو تیری | بہلا کہیے یہ مین نے کیا خطا کی
یہین ہی قیس سی مرد کل آئین | سنین جسوقت آہست پر پا کی
تری لات مسیحا تہی پڑہیگی | خبر لائی گی یہ تحت الثرا کی
خودی کو کبر کو جسنے کہ چہوڑا | خبر رکہتا ہی وہ راہ فنا کی
نہ ہو بیجا جب ہی گردش گردون | تو پہر کیا ہی شکایت آسیا کی
تماشا کچہ بہی او سنگ صبر کہنا | عجب تہا اوس تندخو کی التجا کی

رہی جب تک عنایت اوسکی ہمپر / تو بگڑی بات بھی اپنی بنا کی

اوٹھایا ہاتھ تیغ نے بھی وفا سے / قسم کہاتا ہون اپنی بیوفا کی

قدم چومی تھی تیری آکی ای گل / اسی سی سرخ ہی رنگت حنا کی

عرق سی رخ کی تیری ای گل اندام / چلی آتی ہی بو عطر حنا کی

نہ ملنا تہا تجھکو گر ہمسے ای بت / قسم کیون کہالی تھی تونے خدا کی

ترے بیمار کو ای عیسیٰ وقت / کسی صورت نہین حاجت دوا کی

فقط دیدار ہی کافی ہے تیرا / یہی تدبیر ہے اوسکی شفا کی

سلا ہرگز نہ یہ چاک گریبان / اگرچہ سوزن عیسیٰ سیا کی

اوڑا کر لائے بو اوس گلبدن کی / کہان جرأت ہی یہ باد صبا کی

وہم فکر سخن اب لامکان تک / رسائی ہوگئی فکر رسا کی

خوشا طالع بروز حشر جسکو / ملے شان شفاعت مصطفا کی

جو نوبت آئی وصل دلربا کی ۔ ہمارے در پہ اک نوبت بجا کی

اوسے عادت ہے گر جور و جفا کی ۔ تو ہمکو بھی ہی خو صبر و وفا کی

بلا سے تلخ ہو گر اسکا انجام ۔ ادا خوش آگئی شیرین ادا کی

نشان قاتل کی گھر کا ہی یہ قا ۔ گر رنگت سرخ ہی دولت سرا کی

نہ سمجھو تم انہین خاموش ہرگز ۔ یہ بت بھی یاد کرتے ہین خدا کی

کمر باندھی ہی پھر اوسنے جفا پر ۔ قضا ہی آج کل اہل وفا کی

محبت مین ہماری تم تو پہلے ۔ نہ سنتے تھے ہنوز و قصہ با کی

اب ایسے ہو گئی ملنے مہر صاحب ۔ ذرا باتین کرو یاد ابتدا کی

اوڑائی خاک میری ہاے در در ۔ یہ بیرحمی سنو باد صبا کی

کیا ہی اوسکی زلفون کو پریشان ۔ ہوئی ثابت یہ گستاخی صبا کی

رہون وحشت مین مین عریان ہمیشہ ۔ جنون نے یہ مجھے بخشش عطا کی

لگا اوس شوخ کا تیر نگہ جب ۔ تمنا نے وہین آغوش وا کی

سگ دلبر کو کیونکر یہ ملا گے ۔ مری ہڈی ہما نے ہاے تاکی

مریض عشق نے پائی نہ صحت
طبیبون نے بہت اوسکی دوا کی
کیا مشتل مین قتل اوسنی مجھے جب
نہ بولا کوئی کبھی تقصیر کیا کی
عجب ہی عشق کی سرکار دیکھو
کہ اک تو فقیر ہی شاہ وگدا کی

رہو چلکر گلی مین اوسکی شائق
جگہہ وہ ہے نہایت ہی فضا کی

روح بلبل جان گلشن تو نظر آیا مجھے
ہر گل تر مین برنگ بو نظر آیا مجھے
او بت پردہ نشین جب تو نظر آیا مجھے
جلوۂ نور خدا ہر سو نظر آیا مجھے
قامت جانان پہ گردش چشم کی ہی طرفہ بات
سرو پر گویا دوان آہو نظر آیا مجھے
دام عشق قد مین اپنا دل وحشی پھنسا
نخل طوبی سے بندہا آہو نظر آیا مجھے
زیر ابرو خال تیرا اے صنم نام خدا
کعبہ مین گوشہ نشین ہندو نظر آیا مجھے
سامنے روے منور کے ترے اے سیم تن
ماہ تابان رات کو جگنو نظر آیا مجھے
کٹ گئی جھٹ پٹ شب فرقت ہماری کیا سبب
رات کو کیا خنجر ابرو نظر آیا مجھے
اپنی خاطر مین سمایا ہی کوئی شکل مسیح
درد دل کا پھر وہی پہلو نظر آیا مجھے

ذکر تیرا ہی رہا دن بھر جو یاں ورد زبان
رات کو بھی خواب میں اے بت تو نظر آیا مجھے

خشک ہیں میری آہ سے یہ شاید ہوا دریا اشک
جو بچشم تر میں اک آنسو نظر آیا مجھے

رات بھر خواب پریشاں دیکھیگا بخت سیاہ
آج وقت شام پھر گیسو نظر آیا مجھے

چل دیا دل اپنی پہلو سے نکلکر دفعتاً
جب کبھی کوئی کہیں خوشرو نظر آیا مجھے

صلے سچے جا ہیں شائق الہ

اپنی دل پر جب نہ کچھ قابو ہوا

جو آب و تاب مرے اشک چشم تر میں ہے
صفائی کب وہ بھلا دانۂ گہر میں ہے

دمک جو چھاتی پہ تیری ہے حجر رنگت کی
کہاں وہ معدن یاقوت کی کان میں ہے

اوٹھاے بار وہ اب تیری زلف مشکیں کا
کہاں یہ تاب میاں تیری اس کمر میں ہے

نکل ہی آتا ہی طفل سرشک آنکھ سے بچا
یہ وا تا ہی نہیں بند کو نظر میں ہے

وہ روز شام کو آتا ہی بہر پرسش حال
اثر یہ اتنا مرے گریہ سحر میں ہے

کہاں یہ رتبہ سیماب جو مقابل ہو
وہ بیقراری مرے پارۂ جگر میں ہے

قطعہ

صدا نالۂ دل شور انگیزی چشم
مرا جو اندنوں مشہور بحر و بر میں ہے

دیکھیے کیا مآل ہو دل کا ۔ بیقراری سی بیقراری ہے
سارے عالم سے ہی فراموشی ۔ یاد لیکن فقط تمھاری ہے
زیست سے ہی مراد آسایش ۔ خاک یہ زندگی ہماری ہے
ایک ہیں دونوں عاشق و معشوق ۔ ظاہرا فرق اعتباری ہے
شب بیمار کی طرح یہ زلف ۔ دوش نازک پہ تیرے بھاری ہے
ہی ہر اک دل کو تجھ پہ شیفتگی ۔ ایسی کچھ وضع تیری پیاری ہے

عارض پرنور سے برقع اوٹھایا چاہیے ۔ ایکدن خورشید کو چکر میں لایا چاہیے
شب کو محفل میں اپنے لا کر بٹھایا چاہیے ۔ شمع کو بھی فرط حسرت سے جلایا چاہیے

بزم مین پھر آل دل پارہ کہلایا چاہیے
[illegible] چاہیے

کیا ہی لذت ہے میان تیغ نگاہ یار مین
زخم کوئی اور بھی اب دل پہ کھایا چاہیے

کھینچتی ہے وحشت اب دامن صحرا کی سمت
دل یہی کہتا کوچہ جانان مین جایا چاہیے

دیکھ اوس مہوش کو کہتے ہین یہی زاہد کہ اب
خرقہ سالوس دریا مین ڈوبایا چاہیے

شغل ہے یہی یاد کا کہتے ہین جو شام و سحر
زلف و رخ اکبار ان کو بھی دکھایا چاہیے

کچھ زبان سے نہین حال بجز رنج والم
اہل دنیا سے طبیعت کو اوٹھایا چاہیے

تار تار اپنا گریبان ہے پریشانی سے اب
مجھ پہ یار کا کل پیچان کا سایا چاہیے

حال کچھ سینہ کا ہم تو چپ سکتا نہین
پھر عشق کچھ جو ہم چھپایا چاہیے

داغ دل گل کے عوض قسمت مین اب تو
چادر مہ فرش کے بدلے بچھایا چاہیے

انتشار طبع کا قصہ سنا کر شائق اب
یہ غزل بھی اہل محفل کو سنایا چاہیے

نہین قلزم سے کم پارہ یہ میرا بادۂ تر ہے
کہ ہر قطرہ مرا اشک رخ اشکار شاگرد ہے

اگر رنگ زر مرد گون لیتا ہے سنگ و اہر ہے
نہین ہے رنگ اپنا پان کی خبر جب خضر کی

عطا ہو تاج شاہی خار کو بھی آبلے سے اب
اگر گلشن میں گل ہی شاخ نخل گل کو افسر ہے

نہیں حاجت مجھے اب نافۂ تاتار کی اے صبا
دماغ اپنا تری بوئے گریباں سے معطر ہے

دو چند اختر چمکے کیوں نہ محرم کی نسبت اوسکی
عیاں ہر جوں پہ چیکی سعد اصغر سعد اکبر ہے

گردن میں کیونکہ گلہ وہ جو نیتے قطع رشتۂ الفت
انہیں کی اس سے اپنا خمیر گل مخمر ہے

عرق لجہ لطف و نزاکت کیوں نہ ہو عالم
ترا چاہ ذقن تو چشمۂ خورشید خاور ہے

بدل کر قافیہ مشتاق غزل اب کوئی پڑھ
کہ مشتاق سخن تیرا یہاں ہر اک سخنور ہے

اب اوسکا فرق جو زلف چلیپا کو سنوارا ہے
بہ تسخیر دل عشاق کیا ہی پیچ مارا ہے

میں اوسکی گالیاں میٹھی کھاتا ہوں یہ باعث ہے
لب شیریں میں اوسکی لذت قند دوبارا ہے

سحر و ہر کو گرچہ دیکھیے دلمیں تو فی الواقع
مسافر کی نمط بس ایک شب سب کا گزارا ہے

نہیں کرتا ہی ستم دیدہ باتیں فقط حسن اپنے
زبس یا ظلم خدا مغرور وہ شوخ دل آرا ہے

کہتین قاتل بیدرد کی ہین سب بالعکس
عوض مہر و وفا یاد و آزاری ہی

دیکہکر بعض اطبا مری کہتے ہین کہ آہ
مرض الموت کی اس شخص کو بیماری ہی

اوڑتی پہرتی ہی یہ جہوٹے ہوا کے تہمت
دیکہ کشتہ کی تری نعش پہ کچہ بہاری ہی

پر لگے چہپاتی ہی گل پیکرون جب سے مینے +
دیکہی محرم کی کٹوری کی وہ گلکاری ہی

ہی اوسکی کمر سایۂ تار نظر سی ہم
گذری کہ نہ دیکہی ہیان ہین کمر ایسی

بدشک ہی یقین وصل کبہی ہوگا ستمگر
یاد رہ ہی تقدیر سی اپنی اگر ایسی

ہو جاینگی دیدار سی جانانکی ہین باہم
وقت ہین اگر اپنی رہی چشم تری

شتوہ ہوتا ہی اس رو سے تیرے جگر و دل +
اوس سر شام تر و تازہ ایسی +

نظارہ سے تیرے گل گلزار ہیں شاکی
نرگس کے طرف تو نہ کیا کر نظر ایسی

کیا بھول گیا آگے ستم شائق ناداں
پھر کرتا ہے تقریر جو تو بیخطر ایسی

چھپی تو نکہت گل تیرے پیرہن میں رہے
نسیم صبح اسے ڈھونڈتی چمن میں رہے

کھلا جو پیچ ترے زلف عنبرین کا سحر
نہ یاسمن میں رہی بو نہ نسترن میں رہے

سنا جو نالۂ موزوں مرا گلستاں میں
نہ تاب نالہ کی پھر بلبل چمن میں رہے

رہا نہ شیریں کا کبر و غرور حسن و جمال
فقط حکایت فرہاد مرد و زن میں رہے

فغاں کہ حسرت دیدار میں سراپا شوق
ہمارے نعش تڑپتی ہوئی کفن میں رہے

فروغ حسن سے اسکے نہیں ہی رات تمام
نمود شمع بھی تا صبح انجمن میں رہے

ہزار مرتبہ کاکل کو تو نے سلجھایا
یہ جان الجھی مگر زلف پر شکن میں رہے

چھٹی جو زلف سی کاکل بجز ترے جا الجھی
مسافر ہمیں فقیر وطن میں رہے

یہ انتشار کا باعث ہے شائق محزوں
فصاحت اپنی جو بھی ہیں سخن میں رہے

جبکہ اغیار کا مجمع ترے در پر ہووے
آفتِ تازہ نہ کیوں پھر مرے سر پر ہووے

لب و دندان ترے گر دیکھ لے کوئی تو اُسے
عمر بھر پھر نہ نظر لعل و گہر پر ہووے

یہ تمنا ہی شبِ وصل میں اکبار کہیں
ہاتھ اپنا بھی تری زلف و کمر پر ہووے

اسمیں کچھ شک نہیں رزاق سے غفلت ہے اوسے
تکیہ جس شخص کو گر فضل و ہنر پر ہووے

کیون نہ نکلے دمِ رخصت یہ مری جان تن سے
دوستو جب کہ وہ آمادہ سفر پر ہووے

بل نے نخوت کا اوسے یار کی ٹھوکر جانا
منتظر ہو کہ پڑا راہ گذر پر ہووے

شرمندہ تیرے رخ سے رخِ آفتاب ہے
اور چاند کلموہی کا یہان کیا حساب ہے

نے صبر ہی نہ چین ہی نے دل کو تاب ہے
کیا جانے کس بلا کا تمہارا عتاب ہے

عارض پہ تیرے کاکلِ پر پیچ و تاب ہے
ابرِ سیہ میں یا کہ چھپا آفتاب ہے

اسنے کہا کہ مرتا ہون کیا حکم ہے مجھے
فرمایا ہنسکے یہ سخن لاجواب ہے

فرقت میں تیری مجھکو ایسی غیرت قمر
ظلمات تیرے ہجر میں شب ماہتاب ہے

ہوں عشق میں وہ مرشد کامل کہ بعد مرگ
فرہاد و قیس کو ہوس اکتساب ہے

کیا پوچھتے ہو نسل رقیب سیاہ رو
سفیان بن حرب سے اوسکے انتساب ہے

مشہور سب میں کرتا ہے ہمسن کو اپنا جد
اتنا ہی نام باپ کا افراسیاب ہے

با این ہمہ تشخص و با این دلاوری
اتون سے بھی فن لیل و خانہ خراب ہے

شائق شکایت فلک پیر سے صول
کوئی بھی اسکے ہاتھون یہان کامیاب ہے

اسان تمھیں ہمیں اشک ہی بہانا ہے
نصیب اپنے مقسوم آب و دانہ ہے

اوٹھاؤن سر کو میں در سے نہیں ممکن
یہ سر ہی اور ترا سنگ آستانہ ہے

نگاہ برق صفت کیجیو نہ بسم اللہ
ہمارا خرمن ہستی اگر جلانا ہے

نہیں ہے پیش نظر ہمین فرش [illegible]
اور اپنا چادر مہتاب شامیانہ ہے

ہمارا [illegible] ال رقیب
اب [illegible] لب چمن کے ترانہ ہے

فقط شکایت اغیار کچھ نہیں مجھکو
ہمارا دشمن جان دوستو زمانہ ہے

جفاے دہر سی پائی ہی اونسی یار نجات
جہان سی جو سوے ملک عدم روانہ ہے

نہین ہے آنا جو منظور صاف کہدیتے
یہ درد سر کا بہلا کے لئے بہانہ ہے

چہوا نہ خوف سے مینے ہمیں کے سانپ کا ہین
یہ تیری زلف مین الجہا ہوا جو شانہ ہے

بجاے نامۂ اعمال ہمکو اے شائق
بروز حشر یہ داغ جگر دکہانا ہے

بیتاب رعد ہی دل نالان کے سامنے
دریا ہی آب دیدۂ گریان کے سامنے

ہین لعل لخت سنگ و گہر قطرہاے آب
اے میری جان ترے لب و دندان کے سامنے

اپنے قیاس مین تو سراسر فضول ہے
ذکر خلد کوچۂ جانان کے سامنے

گلبرگ تر کا نام لے کسکی ہی یہ مجال
لبہاے رشک لعل بدخشان کے سامنے

خاطر جو جمع ہو تو اوسین لا محالہ ہم
کچہ حال از زلف پریشان کے سامنے

[illegible] بجز تمہین اور از ہمدم ہی میرا کون
روتا ہون جاکے کس کے ہمجیران کے سامنے

ملبوس قیس خلعت شاہانہ ہو گیا
پارہ ہوا ہے چاک گریبان کے سامنے

قائل ہین فرش خاک کہ یہ جانتے نہین کبھی
آتا کے سامنے کہی ان کے سامنے

یہ پتہ تھا مجھکو تصور شام سے لے تا سحر
سامنے تصویر آنکھوں کی تھی ساری رات تھی

کیا شب فرقت کے طولانی کہوں الله رے
ہمنشین وہ قیامت سے بھی بھاری رات تھی

ہم تو شائق رات بھر تڑپا کئے بستر پہ ہا
اور اوسکو نیند تھی ان غفلت سے ساری رات تھی

سوچتے مضمون اپنی کسطرح شائق تجھے
فکر عالی سے طبیعت تیری عاری رات تھی

وہاں سرمہ کے آنکھوں میں سحر پھرتی ہے
دل عشاق پر گویا یہاں شمشیر پھرتی ہے

وہ صورت آفت جان جب سے آئی ہے نظر مجھکو
وہی آنکھوں میں پھرتی اب تلک تصویر پھرتی ہے

ادھر ہر بار جب کرتے ہیں میرے عشق سودا کی
اودھر تقدیر پاؤں کی ہے زنجیر پھرتی ہے

جھٹک دامن نہ یوں قاتل خدا کا خوف کر لیجئے
یہ میری عاشقوں کی خاک دامنگیر پھرتی ہے

سخن کہتے ہیں جب شائق کہ ازبس فرط شہرت سے
لیے پھرتا ہے زمانہ سنکے ہی تقدیر پھرتی ہے

مضمون ہیں جو صفحہ پر ابھی لکھتا ہوں میں جیسے
زبان خامہ کاغذ پر دم تحریر پھرتی ہے

یہ مارے گل جو ہیں بیچ و تاب سے گلگیر ہیں
صبا گلشن میں یہ کرتی ہوئی تقریر پھرتی ہے

یہ زنجیر طلائی کا ہے عالم اوسکے سینہ پر
کہ جیسے تختۂ بلور پر تحریر پھرتی ہے

تماشا ہی کہ بعد از زخم بھی شوق تماشا سے — سوئے قاتل ہے ہر دم گردن نخچیر پھرتی ہی

رہا کرتا ہوں میں بیتاب اور وہ بیخبر شاید — یہ اولٹی ہم پہ دیکھو آہ کی تاثیر پھرتی ہی

میں اپنی بخت خوابیدہ کے بس گردش سے سمجھتا ہوں — تری جب آنکھ ہمسے اوسکے پہر پہرتی ہی

زندگی ہو سہ طرف سے منقطع شاہو

ایک عالم ہو گیا آشفتہ جنبش یار سے — ہیں یکجا گبر و مسلمان سبحہ و زنار سے

دل پسا ہی اندازوں الیسبت حنا سے — جسکو وحشت ہی نہیں ہر گوشۂ اغیار سے

تو نظر آتا زلیخا کو تو یوسف کو ضرور — پھیر لاتا کاروان مصر کی بازار سے

تشبیہ ہی سخن ہیں دنیا میں جو شعرا ہیں — جنکو شایستہ ہوا ہیں تمنا و سوغار

دلمیں حسرت رہی و جہانہ ابد از قتل کبھی — دامن قاتل ہمارے زخم دامن دار سے

رخ جاناں کے میں تشبیہ دے سکتا نہیں — سایۂ بال ہما کو سایۂ دیوار سے

گلشن دنیا میں پایۂ رنج سے کسنے نجات — گل کی دل میں بھی خلش ہے ہجر کی خار سے

جب سے مژگان صنم کا زخم پہنچا ہی مجھے — اٹھ نہیں جاتا ہوں میں خانہ سر دیوار سے

صبح کی تشبیہ لازم ہی رخ گلفام سے
زلف کی نسبت بجا ہی تیرگی شام سے

رشک سے اوسکی جگر مین سیکڑون سوراخ ہون
تیری آنکھون کی اگر تشبیہ دون بادام سے

انمین ہی نور تنک اونمین فروغ آفتاب
ہمسری انجم کرین کیونکر ترے بوتام سے

صاف وہ عدہ کیجئے لیت و لعل ہی کیا ضرور
ہی تنفر نہایت مکر اور ابہام سے

کاسۂ سر بعد مردن جام جم ہو جائے گا
زندگی مین ربط رکھا ہی ہمیشہ جام سے

زلف و رخ کے یاد مین کٹتی ہی اپنی زندگی
کچھ خبر ہمکو نہین رہتی ہی صبح و شام سے

وصل اوسکا چاہتا ہی جی ہمیشہ شام و سحر
باز آتا ہی نہین یہ دل خیال خام سے

چین سے سونے نہین دیتا ہے مجھکو اک گھڑی
تنگ آیا ہون مین از بس گردش ایام سے

راہ پر بیٹھا ہوا تکتا ہون مین قاصد کی راہ
جان آجاتی ہی مجھ مین اسکے پیغام سے

فکر آیا نہ جبتک مین سخن شستہ ادا دون
شکر کو ہوتی ہی حیرت ناطق بلا انجام سے

## جو دیکھے ہمنی عاشق آہ باحال زبون دیکھے

داغہای عشق سی سینہ مرا گلزار ہے
واقعی یہ داغ دل ہمدم گل بنجار ہے

عشق مین اوس بت کی مین ایسا ہوا ہون ناتوان
جو بدن پر ہر رگ ہی رشتہ زنار ہے

بل بی ناز عشق کوہ غم لیا سر پر اوٹھا
گرچہ لاغر کاہ سی بدتر اپنا زار ہے

انتظار جلوہ دیدار مین ہر خستہ جان
تو بی دیکھ سامنی کوئی بس لیا ہے

ہی تجھے اہل ہوس سی بیوفا اقرار وصل
او اپنی عاشق شیدا سے صاف انکار ہے

ہی ترا چاہ ذقن یا چشمہ آب حیات
خضر کا چشمہ سراسر اندنون بیکار ہے

عالم مستی مین کبھی کرتا ہون بوسہ کا سوال
میکدہ مین کون مجھ سا باوفا ہشیار ہے

ہاتھ کو [illegible] فقط کافی ہی [illegible]
[illegible] کو کب احتیاج [illegible] دستار ہے

دیکھتے ہوتا ہی خون اس کسکا تیغ ناز سے
آج بھی یار نے پوشاک پر گلنار ہے

ہے نوالی جنگ [illegible] اہل دولت کے سبب
وہان [illegible] دل [illegible] ہے

خیال یار مین آتا نہین قرار مجھے
ہزار طرح کا رہتا ہی انتشار مجھے

پلک جھپکتی نہین میری ٹکٹکی سی کبھی
الہی کسکا یہ رہتا ہی انتظار مجھے

کمال شاد لیے جنت مین دل لگا میرا
بشکل گل نظر آیا ہر ایک خار مجھے

ملی ہی سوز دروں سے یہ سوختنی جسکو
ہوا ہی شمع ہر اک پیرہن کا تار مجھے

بہار گل ابھی بدلی مری گلی کی ہار
گلی کا اپنی اگر کچھ بھی دی وہ ہار مجھے

ہمیشہ کوچہ جانان مین جان کا ڈر ہی
عدم کی راہ نہو جای کوئی بار مجھے

عوض مین بوسہ کی ہر وقت گالیان دیتا
غرض یہ آپکا بہانا نہین شمار مجھے

جہان کے باغ مین ہمدم مین ہون وہ رنگین طبع
دکھائی ہمن وہ دے موسم بہار مجھے

نہ بہلی دل مرا گل سی نہ شور بلبل سی
سنائی نالہ وہ اپنا اگر ہزار مجھے

مین اپنی دل سی تو جبر بیان اوٹھا دیتا
دیا خدا نے نہ اتنا بھی اختیار مجھے

ہوئی ہی مجکو کدورت سے اسقدر نفرت
کہ خوش کبھی نہین آتا خط غبار مجھے

دعا ہی شائق عاصی کی حضرت حق سی
نہوے بعد فنا قبر کا فشار مجھے

تجکو ہم اپنا او بت پرفن بنائینگے
سایے جہانکو جان کا دشمن بنائینگے

زخمی تری نگاہ کی ہین از پئے رفو
تارنگہ کو رشتۂ سوزن بنائینگے

دنیا کو نہ ثبات سمجھتی ہین اسقدر
گھر بیت عنکبوت اوسمین بنائینگے

اصل ہین نانگی دانتون کو پان سے
مسّی انکا کی ہونٹھونکو سوسن بنائینگے

طوبیٰ کی شاخ لائینگی مسواک کے لئے
دریا ہی نناہوار کا منجن بنائینگے

ہم اکتساب کرکے تری نور کا صنم
سینہ کو اپنی وادی ایمن بنائینگے

سیّارونکو بنائینگی آویزہ گوش کا
ثابت کو تیری بازو کا جوشن بنائینگے

گر لیگئی چمن ہین صبا تیری خاکِ پا
پہول اوسکا اپنی واسطے ابٹن بنائینگے

گر آشنیس جنون ہین نہین شک کے لئے
برگ شجر کو دشمت ہین وامن بنائینگے

مرنیکے بعد بھی نہین چہوڑینگے کوئی یار
اپنا اسی کے کوچہ ہین مدفن بنائینگے

شائق جو اپنی آنکہون مین اوس گل نی کی جگہہ
پلکون کی اوسکی واسطی چلمن بنائینگی ۴

لیل و نہار سے یہ غرض ہو آلہ کی ۴
یعنے کر دمتہ سفید و سیاہ کی

ناپایدار ہوتا ہی اسباب مستعار | چھنتی ہی ہر شب سے صبح ردا نور ماہ کی ×
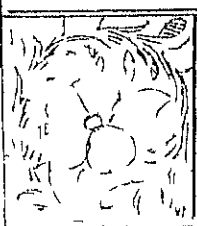
کس طرح طی کرینگی خدایا پل صراط | گٹھری ہمارے سر پہ ہی بار گناہ کی

اسلام کا ہماری تشہد گواہ ہے | دعوی پہ اپنی کچھ نہین حاجت گواہ کی

ہو زہد کا یہ مرتبہ ادنے کہ سنے خبر | دلمین تری رہی نہ طمع مال و جاہ کی

ہے یہان یہ امتیاز فقیر و امیر کا | وہان ہی حقیقت ایک گدا و شاہ کی

راہ طلب مین منزل علم الیقین کو دیکھ | دامن سی اپنی جھاڑ دے گرد اشتباہ کی

ہم عاصیون کو روز جزا کون پوچھتا | ہوتی اگر نہ امت رسالت پناہ کی

شائق ذرا تو دیدہ عبرت کو وا کرو
خلقت بغور دیکھ یہان کوہ و کاہ کی

یاد مین ایزد برحق کی جو انسان نہ ہے | اوسکی غفلت کا کسی طرح سے پایان نہ رہے

غافل از یاد خدا جو کوئی انسان سے ہے | وہ کبھی پیش نظر [illegible] پشیمان نہ رہے

ایسا آشفتہ ہمارا دل حیران نہ ہے | آپ کی کاکل [illegible] پریشان نہ رہے

خاک ہو جائے اگر جان تو نہیں غم ہے مگر × | گرد آلود معاصی مرا دامان نہ رہے

زادِ عقبیٰ جو میسر ہو تو پھر سب کچھ ہے — نہ رہے عالمِ فانی کا جو ساماں نہ رہے

گر فنا آپ کو اوس مہرِ منور کے حضور — صبح ساں کچھ اثرِ چاکِ گریباں نہ رہے

جبکہ ہو جائے عدم فکر میں ہستی میری — کچھ وجود سببِ عالمِ امکاں نہ رہے

حل ہوں سب عقدۂ رازِ دلِ پرشور تو پھر — گر خیالِ گرہ کاکلِ پیچاں نہ رہے

ہاتھ وہی آ ہے معرکۂ عشق میں ممتاز جسے — درد کا ذوق ہوا اور طلبِ درماں نہ رہے

دہنِ یار جو ہو جائے عموماً محسوس — کبھی ظلمت میں نہاں چشمۂ حیواں نہ رہے

نہ خبر کوئی میں بس وحدتِ مطلق اسکو — کہ تجھے کچھ ہوسِ وصلتِ جاناں نہ رہے

دولتِ عالمِ فانی ہے بس اک نقش بر آب — کون دنیا میں رہیگا جو سلیماں نہ رہے

ہوگئی طبع بہیمی کی سراسر خوگر — حیف دنیا میں یہی نام بھی انساں نہ رہے

قصد ہے اوس بتِ کافر کا عیاذاً باللہ — نام کو دہر میں اب ایک مسلماں نہ رہے

دور ہو جائے جو آنکھوں سے تعلق کا حجاب — امتیازِ گلِ زاہد و رہباں نہ رہے

گر زباں ضبط کری ہلنے نہ ممکن ہو جو روا — راز عاشق کا کسی عنواں سے پنہاں نہ رہے

ساقیا دورِ قدح کا نہ تسلسل ٹوٹے — کبھی گردش سے یہ خورشیدِ درخشاں نہ رہے

وصلتِ یار چسپان آہ میسر شود ہم
طرفہ حالت ہے نہ رونے نہ سوئے آن رہے

دیکھ پائی جو ترے عارضِ رنگین کی بہار
چشمِ بلبل مین ذرا قدرِ گلستان نہ رہے

جوشِ سودا مین ہو دشت نوردی جبتک
آبلہ پاؤن کے بیخارِ مغیلان نہ رہے

وصلِ معشوقِ حقیقی کا ہوا جسکے نصیب
ہو کوئی دہر مین پابند سر و سامان نہ رہے

گردشِ طالعِ عشاق اگر ہو موقوف
گردشِ بار آگئی کہ ہمیشہ گردان نہ رہے

اب تصور جو ہوا دل سے ترا زائل
اشکِ خونین نہ بہو دیدۂ گریان نہ رہے

ہتکڑی طوق گلو پاؤن مین زنجیر گران
جوشِ وحشت مین بھی ہم بے سر و سامان نہ رہے

سلطنت کیونکہ ملی مصر کی جبتک نہ کوئی
چاہ مین بند رہے اور تہِ زندان نہ رہے

مجکو محفل مین جو دیکھا تو کیا حکم کہ اب
جو شناسا ہو سوا اور کوئی یان نہ رہے

سب کی تعریف کیا چاہیے اب تجھیا آہ
کوئی اُس مست کا ہمدم و ثناخوان نہ رہے

کیا کرین فکرِ سخن اب کہ مری بندہ نواز
قدردان اوٹھ گئے اور فہم سخندان نہ رہے

مرگ کے بعد وہ کیا خندہ زنان ہو شائق
جیتے جی جسکو غمِ شاہِ شہیدان نہ رہے

بجائے آب حیوان اوسکو ہم سمجھیں گے نعمت ہے
پیالہ وہ اگر زہر ہلاہل کا پلا دینگے

ہمارے خانہ ویران میں جب تشریف لاوینگے
تمھاری راہ میں ہم اپنی آنکھوں کو بچھا دینگے

اونہیں کا نام رہ جائیگا دنیا میں یقین سمجھو
جو اپنا نام یکسر لوح ہستی سے مٹا دینگے

صفائی سے بدی کی فائدہ کیا غور کر غافل
جب آخر ہم کو سب لوگ مٹی میں ملا دینگے

عبث اپنا حال زار کہنا اوس پری رو سے
بنا کر مجھکو دیوانہ وہ باتوں میں اڑا دینگے

مرا ہر عشق کو نافع وصال ماہرویان ہے
بھلا کہو مسیحا اس درد کی کیا دوا دینگے

گمان سرکشی ہرگز نہ کہنا ہے اے قاتل
اگر [illegible] تو ہم گردن [illegible]

نیاز و ناز کا تماشا دیکھئے میں نے
اگر وہ گالیاں دینگے تو ہم اونکو دعا دینگے

کوئی رقیب کوئی آشنا نہیں رکھتے
جہاں میں [illegible] ہم اور کسی سے واسطہ نہیں رکھتے

مزہ بلا ہے صفائی میں ہی کہ نشتر کوئی
ہم اپنی آپ چاہے گر خستہ [illegible] نہیں رکھتے

بگڑ کے کہتے ہیں جب سخت کوئی وہ ہم
تو ہم بھی بات کا کوئی پھر اوس سے [illegible] نہیں رکھتے

لگاؤ سے یہ متنفر ہے آپ کو صاحب
کہ آپ بات میں دورا لگا نہیں رکھتے

کہا جو مین نے کہ رکھتے نہین کسیکا پاس
تو ہنسکے بولی کہ بکنا ہی کیا نہین رکھتے

اگرچہ اور بھی ہین دلربا جہان مین مگر
تری طرح سے وہ ناز و ادا نہین رکھتے

عجیب حال ہوا اپنا کہ اوسکی فرقت مین
حواس ہوش ہم اپنے بجا نہین رکھتے

طبیب کہتی ہین بیمار عشق سے سنا
ہم اس مرض کی تو صاحب دوا نہین رکھتے

اب اس زمانہ مین مشتاق جو صاف باطن ہین
کسیکے دل کا ستانا روا نہین رکھتے

ہی مآل کار کا اندیشہ اب ہر دم مجھے
بس یہی غم ہی نہین ہی اور کوئی غم مجھے

اپنی سایہ سے بھی وحشت دوستو کرتا ہون مین
استقدر رہا ہی کچھ تجرید کا عالم مجھے

گالیان اوسنے لب شیرین سے مجھکو آج دین
کیا تماشا ہی ہوا ہے آب حیوان سم مجھے

تیرے وعدونپر نہین آنیکا جب کو اعتماد
اس طرح کی دے چکا ہی بارہا تو دم مجھے

مو بمو تار نگہ خط شب تیرہ سے ہے
جب آئی ہی نظر وہ کاکل پر خم مجھے

رہ بردا شتکے زبان نطق ہو جاتی ہی بند
اس سبب سے کہتے ہین سب ابکم مجھے

ضبط آہ و نالہ بھی الوسع تو مینے کیا
کیا عجب سو اگر وہ دیدہ پر نم مجھے

شعر مین توجیہ کا ہوتا روا گر اختلاف | جانے ظالم خوش نہ آتا یہ کبھی ظلم مجھے

مین تو شائق ہو لکر اوس سے کبھی و بجا نہین
زلف جانان کس لئی کرتی ہی یون برہم مجھی

## قطعہ

زندگی مجھکو بار خاطر ہے | کسقدر ناگوار خاطر ہے
بعد مردن بھی خاک میری حیف | دوستون کی غبار خاطر ہے

ولہ

یاد آئے سر پیچ طول کاکل خمدار کے | جب دیکھتے ہین ہم کالے کوس جمنا پار کر

تپش دل نی دکھایا یہ اثر رات کی رات | ہاتھ میں سینہ رہی زلف معنبر رات کی رات
بخت بیدار رہا اپنا مگر رات کی رات | رہا آغوش مین وہ ماہ سکندر رات کی رات

وائے بے صبر کی ہمت نہوئی طے منزل | پھر تو یہ دن آئی ہے کہ میسر ساقی ہو
ہمنشین کس سی کہون جا کے یہ اپنی مشکل | آج پھر ہجر کا دن آیا کہ بیچین ہی دل

کل تو ٹھیرا تھا ذرا در دجگر رات کی رات

سال کی سال ہے بن اوس سے ہی مجبوری ۔ ہر مہینا ہے بن ذیقعد سا گذرا خالی
جی لگا جب نہ وطن بیچ تو سفر کی ٹھیری ۔ راہ چلتی ہوئے منزل پہ ملاقات ہوئی

اس مہینے بیچ رہا ماہ صفر رات کی رات

بس یہی ہے مجھے مرغوب بلائیں لیلوں ۔ مشہور کی تیری کسی اسلوب بلائیں لیلوں
پاس آ او مرے محبوب بلائیں لیلوں ۔ زلف مشکین کی ترے خوب بلائیں لیلوں

میں ترے صدقے ہوں آج ٹھہر رات کی رات

قصہ خواں نہ رہی کاکل کی حکایت شب کی ۔ مختصر بات تھی پر شوق سماعت [illegible]
شام سے تا بہ سحر آ کہ [illegible] اپنی [illegible] ۔ [illegible]

ہوئی افسانہ کاکل میں بسر رات کی رات

مدۃ العمر میں اک مرتبہ پائی شب وصل ۔ [illegible] ہم کو دکھائی شب وصل
[illegible] لائی شب وصل ۔ ہم ہوں نالاں رہے [illegible]

سو بھی نالے نے دکھایا یہ اثر رات کی رات

زندگی عالم فانی کی ہے مانند حباب
ہی للسماوات جہان گذران نقش بر آب

کیجیے عیش سے تا وسع مہیا اسباب
ترک دنیا نہ کیا چاہیے تا عہد شباب

اس سرا مین کبھی دل لا کیجے بسر رات کی رات

میری خاطر سے ذرا آج کی شب چھپ جانا
یعنے بانگ سحری لب پہ نہ اپنے لانا

پس دیوار کبھی زنہار نہ میرے آنا
ہی شب وصل کہین شام سے مت چلانا

آج چپ رہیو ذرا مرغ سحر رات کی رات

سارے معشوق ہین فرد مہ کنعان تو ہے
بلبل شیفتہ مین ہون گل خندان تو ہے

شائق شدہ مین ہون شہ خوبان تو ہے
مہر دلسوختہ مین ہون مہ تابان تو ہے

ہی شب وصل سحر کی تو سحر رات کی رات

مخمس دیگر بر غزل مرزا صبا ایضاً

اس طرح سے قطرۂ خون میرے جگر سے نکلے
لعل جس طرح سے یمن لعل حجر سے نکلے

دل تڑپا یون جو ہاتھون نظر سے نکلے
سانس دل آہ اٹھی دیدۂ تر سے نکلے

یانہ آواز کبھی مرغ سحر سے نکلے

ہوں غم و درد و مصیبت سے نہایت محزوں — ستم چرخ سے از بس ہے مرا حال زبوں

تنگ ہے دہر کی وسعت میں کدہر کو جاؤں — قید اس گنبد بیدر میں ہوں کیونکر نکلوں

راہ ملتی ہی نہیں کوئی کدہر سے نکلے

یوں کبھی لٹتے ہوئے دیکھا ہی کسی انساں کو — دل دیا دین دیا صدقہ کیا ایمان کو

ہائے با این ہمہ کیا بغض رہا جاناں کو — ہم سے شکوے یہاں اور وہاں حکم ہوا دربان کو

آج تابوت کسیکا ترے گہر سے نکلے

زر میں اور زریں تو کچھ فرق نہیں ہے اصلا — زر ہے زر زر سے ہو زر یہ ہے اک نقطہ کا

اور زر ہی سے تو ہر چیز کو ہے نشو و نما — کھلتا ہے حال دل تشنہ سے بیجا

کیجے سعی کوئی تو زر حرف نہیں نت سے نکلے

واقعی چہاتیاں ایسی تو کہاں ہوینگی — مگر اک بات نئی جکو نظر او نہیں پڑے

یعنی انگیا کی سجاوٹ یہ ذرا غور جو کی — اونکی پستان پہ نظر آئے گل داودے

ہاے کیون کوئے بت شنگ قمر سے نکلے

## مخمس غزل جناب شیخ علی حزین صاحب متخلص بحزین

مئی گلگون کا کوئی جام پلا ای ساقی | جلد آ دیر نکر بہر خدا ای ساقی

میناکشی کا ہی وقت ہی مزہ اے ساقی | ابر تر دامن و سرمست ہوا اے ساقی

بس یہی کہتی چلی ہم تو جہان تا تا فو | باطن پاک بزرگان ہمہ جا یار ت با

بجم بادہ سپر بجم ترا اے ساقی

مجھسے مخمور سے ہوتا ہی منغص بیجا | اسکا فقیہہ ترے سامنے دشوار ہی کیا

پوچھتا ہو نہین یہی مجھسے کہ یہ وجہ بھلا | درد سر کاشی از نالہ مخمور چرا

گو یوسفِ ثانی ہو مگر پیار نہ کیجو ۔ سب کیجو پر عشق تو زنہار نہ کیجو

چپ رہیو اگر ہو چمن میں کتنی ہی آزار ۔ نازک ہی بہت خاطرِ صیاد خبردار

نالہ کہیں اے مرغِ گرفتار نہ کیجو

تھا شدتِ وحشت سے گرانبار دل اپنا ۔ رونے سے ہوا ہے یہ سبکبار دل اپنا

کیا لطف جو یوہیں رہے بیکار دل اپنا ۔ بہتر ہے جو ہو صرفِ غمِ یار دل اپنا

اس عارضۂ عشق سے فریاد و فغان آہ ۔ بچنے کی تو مطلق نظر آتی ہی نہیں راہ

کیا قہر و غضب ہے بندا یہ غمِ جانکاہ ۔ گر لاکھ مرض ہوں تو بلا سے مگر اللہ

کیوں خفا بیٹھے ہو کہو تو مرا کیا ہی گناہ | تھا محو میں کب دیکھ کے مژگان سیاہ

سخت حیران ہوں یہ کیا بات ہی اے کریم | بیٹھ کے یہ جو تو اوسکا نہیں کرنا تعظیم

درد دل خاک اوسے اپنا سناتا ہوں | فکر کیا بات کا منہ دیکھ کے رہ جاتا ہوں

سیر گلشن کو وہ غارتگر جان جاتا تھا | اتفاقیہ سر راہ وہ مجھ سے ملا

ضبط بیتابی دل سے نہ وہاں پر بھی ہوا | سینے اک آہ جو کی دیکھ کے اوسکے تو کہا

واہ یہ نالہ تو بس کر چکے تاثیر مجھے

تو جو کہتا ہے کہ اس طرح سے غافل نہ رہو — شائق اس حالمین کچھ فکر قیامت کے کرو
خوف ہنگامۂ محشر مجھے کس واسطے ہو — حشر میں فرد اعمال کے رد کرنے کو

مہر بس ہے سند نامۂ تقدیر مجھے

[illegible] صبا شائق مصنف

نباشد قابل تعریف نظمم — نمی گویم کہ کلک من گہر سفت
ولیکن از برائے نذر احباب — نمودم طبع را با خون دل جفت
سن تصنیف آن ہاتف بہ شائق — برائے دوستان این تحفہ ہا گفت

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار دُر ربار سید وارث علی صاحب المتخلص بصفی

سزد بر دلی شائق خوشخصال — سزد لہا بتائید یزدان نوشت
بچشم تامل اگر بنگرے — نباشد چنین نظم آسان نوشت

## قطعۂ تاریخ از طبع سلیم شیخ بدلی صاحب متخلص بہ کیوان بلگرامی

چو نظم شائق حافظ نمود جلوہ گری | پسند شد نظر اہل علم و اہل ہنر
بگوش خاطر کیوان برائے تاریخش | سروش گفت کہ دیوان حافظ دیگر ۱۲۹۵ھ

## قطعۂ تاریخ از خامۂ فصاحت ختامۂ شیخ عبد الستار صاحب شفیق

خامۂ شائق چو این دیوان نوشت | از لب ہر کس برآمد مرحبا
مصرعی در وصف او کردم رقم | سال تصنیفش ازان شد برملا
از شفیق آن مصرع نیکو شنو | عندلیب باغ سخن شیوا ۱۲۹۵ھ

## قطعۂ تاریخ از قلم براعت رقم شمس الدین صاحب شمس ساکن دلیل نگر

جبکہ شائق نے یہ کہا دیوان | اوسکے احباب نے کہی تاریخ
شمس نے بھی بغور و فکر تمام | گلشن دلفروز ۱۲۹۵ سے لکھے تاریخ

## قطعۂ تاریخ از فکر صائب شیخ علی احمد صاحب لائق

ببین بدیوان شائق ذی خلاق | میزند مثل موج مضمون جوش
سال طبعش ز لائق محزون | نظم سید بیمثال ۱۲۹۵ھ گفت سروش

از نغمات بلبل گلزار معانی طوطی سحر بیان نکتہ دانی منشی محمد ابو الحسن صاحب

یہ الٰہی بخش شائق کا کلام
جب ہوا مطبوع ہر طبع رسا

یوں حسن نے مصرع تاریخ طبع
چھپ گیا موزوں و پر مضموں لکھا ۱۲۸۲ھ

قطعہ تاریخ ریختہ خامہ شیخ احمد بخش صاحب احمد تخلص

ہو چکا جب ختم خوبی سے یہ نظم آبدار
دیکھ لو اس سے مصنف کا ہوا جوہر پدید

اسکی برکت میں ہی کیا شک یعنی یہ لکھا گیا
آخر ماہ مبارک اولین ماہ عید

مصرع اسپہ تاریخ اسکی ہاتف نے کہی
خوب یہ دیوان شائق نے لکھا احمد جدید ۱۲۸۲ھ

قطعہ تاریخ از خاطر دریا مقاطر شیخ عبد الستار صاحب کوکب تخلص

شائق خوش بیان چو این دیوان
از سر دقت کمال نوشت

سال تصنیف خامۂ کوکب
چشمۂ فیض بے زوال نوشت ۱۲۸۲ھ

قطعہ تاریخ از فکر صائب جالینوس زمان بقراط دوران حکیم باقر علی صاحب قیس

کیا طبع ہی کیا فہم ہے کیا فکر رسا ہے
کیوں حضرت شائق کا نہ ہو نغز بیان

دیوان ہی یا حسن مضامین کا مجمع
انساں جو شائق ہیں تو مشتاق ہی جاں

یحیی گوید اسے کہ این دیوان | باد مطبوع طبع اهل جهان

وله قطعه تاریخ

خهی شائق شائق ذی کمال | سخن سنج و هم ماهر علم و فن

ز فرط مروت بخلق حسن | عنایات بسیار دل داد بمن

ز فکر رسا خوب دیوان نوشت | بفیض خدا شد زبین زمن

نقوش جداول چنان خوشنما | که زو چتر بر شاخ گل نارون

همین باد دل شاد یحیی علی | بگفتا زهی گلستان سخن

وجه مهر و دستخط مهتمم

برای سندیت معنی که این کتاب مطبوع مطبع نظامیست

مهر و دستخط مهتمم ثبت نموده شد